قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جلد:2 | شمارہ:115 | 19 رمضان 1441 ہجری قمری | بدھ 13 مئی 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(التوبہ:119)

ترجمہ:اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمانِ رسول ﷺ

روزہ میں مسواک

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ میں نے متعدد بار رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، بَابُ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ، روایت نمبر2364)

فرمان خلیفہ وقت

اعلیٰ اخلاق کا اسوہ آنحضرتؐ تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’آپؑ فرماتے ہیں ’’ان باتوں کو نہایت توجہ سے سننا چاہئے۔ اکثر آدمیوں کو میں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے کہ بعض سخاوت تو کرتے ہیں‘‘ (بڑے سخی ہیں۔لوگوں کو دیتے بھی ہیں) ’’لیکن ساتھ ہی غصہ وَراور زُودرنج (بھی ہوتے) ہیں۔‘‘(غصہ میں فوراً آ جاتے ہیں) ’’بعض حلیم توہیں لیکن بخیل ہیں۔‘‘ (بڑے حلیم ہیں، نرم مزاج ہیں لیکن کنجوس ہیں) ’’بعض غضب اور طیش کی حالت میں ڈنڈے مارمار کرگھائل کردیتے ہیں مگر تواضع اور انکسارنام کونہیں۔ بعض کو دیکھا ہے کہ تواضع اورانکسار تو اُن میں پرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے۔‘‘ (یا تو غصہ میں آ گئے تو انکساری اور عاجزی کوئی نہیں۔ اگر انکساری اور عاجزی دکھائیں گے تو پھر جہاں بہادری کی ضرورت ہے وہ خُلق ان میں ختم ہو جاتا ہے) پھر آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی شان میں فرمایا کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ۔ اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جن پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مومن کا فرض ہے ... ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ ﷺ کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سائے میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اُس کا پھل، اُس کا پھول، اُس کی چھال، اس کے پتّے غرض کہ ہر چیز مفید ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 9جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے

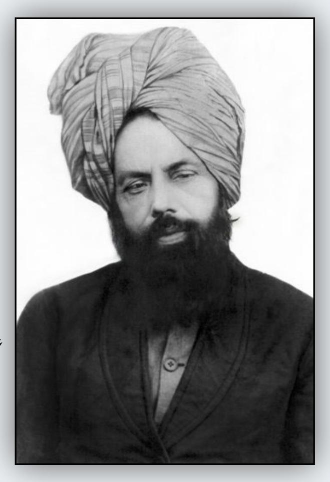

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22صفحہ 269)

اس شمارہ میں

- اداریہ۔رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیات
- رمضان المبارک کے متعلق احادیثِ مبارکہ کی تشریح
- آنحضرت ﷺ کے معجزات
- حضرت مرزا کبیر الدین احمدؓ ۔لکھنؤ
- آخری عشرہ میں جماعتی دعاؤں پر خاص زور دیا جائے

اداریہ

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک مومن کی کیفیت

شعور کے آئینہ میں دیکھیں تو ماہِ رمضان سال کے بارہ مہینے میں ایک مہمان مہینہ کے طور پر آتا ہے جو سراپا نعمت و رحمت ہے۔ قرآن نے أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ کہہ کراس طرف اشارہ بھی کیا ہے مہمان کا لفظ ذہن میں آتے ہی درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

1۔ مہمان کچھ دن یا کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس جاتا ہے۔
2۔ اس کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔
3۔ مہمان کے جب جانے کے دن قریب آتے ہیں تو گھر اور گھر کے نفوس پر اُداسی چھانے لگتی ہے۔
4۔ اگر مہمان کوئی فیملی بزرگ ہو یا جماعتی بزرگ ہو تو جاتے جاتے وہ کوئی نصیحت بھی کرجاتا ہے اور چھوٹے بچوں کو نقدی کی صورت میں تحفہ بھی دے دیتا ہے۔

اور بچے میزبانوں میں سے کیا ہر کوئی مہمان سے فیض کی جھولیاں بھرنے لگتا ہے بعینہٖ رمضان جب ڈھلتا ہے ان دنوں کا count downشروع ہوتا ہے تو مومنوں کی فکر بڑھتی جاتی ہے مومنوں کے گھروں میں اُداسی چھانے لگتی ہے۔اکثر لوگوں کو کہتے سنائی دیا جاتا ہے کہ رمضان ابھی کل ہی تو شروع ہو اتھا۔پھر مومن،رمضان کے فیوض و برکات سے حصہ لینے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتا ہے تا اپنے کھیسے بھرلے۔ اندوختے میں اتنا اضافہ کرے کہ سارا سال ہی مستفیض ہواجا سکے۔بالخصوص جب آخری 10دن باقی رہ جاتے ہیں تو ایک مومن اپنی نیندیں اپنے اوپر حرام کر کے اپنی تمام تر طاقتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عبادات کے لئے اس دکاندار کی طرح جھونک دیتا ہے جو عید الفطر سے قبل اپنی تمام تر پونجی، planningکے ساتھ اپنی دکان میں ڈال دیتا ہے کہ عید پر profit آئے گا اور میری جمع پونجی ڈبل ہوگی۔وہ دکان کے اوقات بڑھا دیتا ہےاور over timeلگاتا ہے اس طرف زیادہ توجہ دیتا ہے بعینہٖ ایک مومن تمام استعدادوں،کوششوں اور طاقتوں کو صَرف کرتا ہے۔پھر اس دکاندار کی طرح کہ دکان میں جمع پونجی کو چور نہ لے جائے حفاظت کی غرض سے تالے لگاتا ہے۔بعینہٖ ایک مومن اپنے اندوختے کو شیطان سے بچانے کے لئے پھر خدا سے حفاظت اورا پنے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کرتا ہے۔

ان آخری دنوں میں سہانی راتوں کی طرح رمضان پہلے سے زیادہ بھیگتا ہے۔ عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی جدو جہد بڑھتی ہے اور روحانی پھلوں کے پکنے کے دن قریب آرہے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پھل پک بھی جاتے ہیں اوربزرگ مہمان کی طرح رمضان جاتے ہوئے آنحضورﷺ کی زبان اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانَ سَلِمَتِ السَّنَةُ کہ اگر رمضان خیریت سے گزرا تو سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے گا، کی نصیحت بھی کر جاتا ہے اور اس بزرگ مہمان کی طرح اللہ تعالیٰ جو انعامات سے نوازتا ہے اس میں سے ایک انعام عید کی خوشی کی صورت میں مومن کو ملتا ہے۔

مندرجہ بالا فرمان رسولؐ کے تحت ہم تمام کو خدا کو ملانے کا ایک پُل تعمیر کرنا چاہئے جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہو۔ اگر اس پُل کی تعمیر درمیان میں چھوڑ دیں گے تواتھاہ گہرائیوں میں گر کر تباہی ہی ہے اگر اپنی جدو جہد سے مکمل تعمیر کر لیا تو اس پر سے گزر کر اگلے رمضان میں بھی ہم خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو کر داخل ہوں گے۔

آنحضرتﷺ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو بنی کریم ﷺاپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔ (بخاری کتاب الصوم)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی اقتداء و تقلید میں رمضان کے آخری 10دنوں کو عبادات سے رونق بخشیں۔اپنی راتوں کو بیدار کریں۔ تلاوت قرآن کثرت سے کریں۔دعائیں کریں اپنی سجدہ گاہوں کو تر کریں۔ صدقات و خیرات کثرت سے دیں۔فطرانہ و عید فنڈ کی جلد ادائیگی کریں اور عشرہ مبارکہ کی درج ذیل عبادات کو سامنے رکھ کر یہ دن گزارنے کی کوشش کریں۔

1 **.قرآن کی سالگرہ**۔ اس عشرہ میں قرآن کے نزول کاآغاز ہوا یعنی 24رمضان گویا ہر ماہ نزول قرآن کی سالگرہ رمضان میں آتی ہے۔قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کر کے ماحول کو سجاوٹ دیں۔

2 **.اعتکاف کی عبادت**۔ آنحضورﷺ ہر سال اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آخری دفعہ آپ کا اعتکاف 20دن کا تھا۔آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔احادیث میں آتا ہے کہ اعتکاف کرنے سے اس سے پہلے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

3 **.لیلۃ القدر**۔قرآن کریم میں اسے بہترین رات اور ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار دیا گیا ہے۔ آنحضورﷺ نے فرمایا ہے کہ اِسے رمضان کے آخری 10دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

4 **.صدقات وخیرات** ۔ویسے تو آنحضرتﷺ سارا سال ہی صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ تاہم رمضان بالخصوص رمضان کے آخری حصہ میں اس میں بہت تیزی آجاتی تھی ۔

فطرانہ کے متعلق آنحضورﷺ نے فرمایا کہ یہ روزہ کی پاکیزگی اور مسکینوں کا کھانا ہے اس کے بغیر روزے مقبول نہیں ہوتے۔بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ روزے زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو جاتے ہیں۔فطرانہ ہی آسمان تک لے کر جاتا ہے۔ (کنزا لعمال)

یہ مبارک دن آنے کو ہیں۔ان سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں کمرہمت کس لینی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقرب بنائے۔آمین **(ابو سعید)**

کون پوجے گا ان خداؤں کو

وہ نہ گر ٹالتا بلاؤں کو
چین آتا کہاں دعاؤں کو

ایک نسخہ نہ بن سکا اب تک
کون پوجے گا ان خداؤں کو

دور شہروں سے روز بھاگے گا
تو اگر دیکھ لے جو گاؤں کو

تو نے ظالم خدا بھلا ڈالا
روز کوسوں تیری اداؤں کو

ایک آواز کے بھروسے پہ
ہم نے چیرا ہے ان خلاؤں کو

لفظ بن کر دعا نکلتے ہیں
”لطف کر بخش دے خطاؤں کو“

رحم کر دے تو آج خلقت پر
رحم آتا ہے جیسے ماؤں کو

میری بستی یوں جگمگا اٹھے
حکم دے دے سبھی شعاعوں کو

گر خدا کو فراز پانا ہے
بھول جاؤ سبھی اناؤں کو

اطہر حفیظ فرازؔ

آج کی دعا

” اے میرے محسن اور اے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پرمعصیت اور پر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پرگناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنے بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُرگناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ (آمین ثم آمین)“ (مکتوبات احمدیہ جلد5)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گناہوں کی بخشش کی عاجزانہ بہت پیاری دعا ہے۔ اس دعا کا طریق آپ نے یہ بیان فرمایا ہے۔”رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چندد وگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔“

(قدسیہ محمود سردار)

جاوید اقبال ناصر۔ جرمنی

قسط نمبر 1

رمضانُ المبارک کے متعلق احادیثِ مبارکہ کی تشریح بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہم نے عبادات کو بجا لانا ہے۔ خداتعالیٰ کے قریب ہوناہےاورگناہوں سے پاک ہوناہے۔اس مہینےکےفیوض و برکات ہمارے نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے جن کا احادیث میں ذکرملتاہے۔یہ فیوض و برکات آج بھی اُسی طرح اِس مہینے میں جاری و ساری ہیں جس طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھے۔خلافتِ احمدیہ کی برکت سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاءکرام اُن احادیث کا ذکر اپنی جماعت کے سامنے پیش فرماتے رہے ۔ چند ایک احادیث مبارکہ جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ مع تشریح و تصریح اپنے خطبات میں پیش فرمایا ہےپیش خدمت ہیں۔

روزہ دارکو دوخوشیاں نصیب ہوتی ہیں

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں........ اس ذات کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیب ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روز ہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہو گا۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل يقول إني صائم اذا شتم)

تو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ روزے کی میں جزا دوں گا تو ویسے بھی ہر عمل کی جزا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن دوسرے سارے عمل ایسے ہیں جن میں یہ نیکیاں ہیں، جائز باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا برائیاں ہیں جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن رمضان میں روزہ رکھ کر ایک مومن ناجائز باتوں سے تو رک ہی رہا ہوتا ہے، بعض جائز باتیں بھی خدا کی خاطر چھوڑ رہاہوتا ہے۔ اور پھر عام حالات کی نسبت پہلے سے بڑھ کر نیکیاں کر رہا ہوتا ہے۔ نیکیاں کرنے کی توفیق پا رہا ہوتا ہے۔ پھر اپنے اندر تبدیلی پید اکرنے کی کوشش کرتے ہوئے بُرائی کا جواب بھی اللہ کی خاطر نیکی سے دے رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر بھی بے حساب رکھا ہے یہ سوچ کر کہ تم میری خاطر کچھ عمل کر رہے ہو یا کرو گے تو میں اس کا اجر بے حساب دوں گا۔ ہر بات کا، ہر کام کا، ایک فرض کے ادا کرنے کا 70گنا ثواب ملتا ہے۔ تومطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے اس فعل سے کہ اس نے اللہ کی خاطر روزہ رکھا اور تمام نیکیاں بجا لانے اور برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ کی بلکہ بعض جائز باتیں بھی جیسا کہ میں نے کہا جو عام حالات میں انسان کر سکتا ہے ان سے بھی اس لئے رکا کہ اللہ کا حکم ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کی جزا بن گیا۔ پس یہ عبادت بھی خالص ہو کر اس کے لئے کرنا اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہی اس کی رحمتوں کا وارث بنائے گااور بےحساب رحمتوں کا وارث بنائے گا اور خالص ہو کر ہم اس کی خاطر یہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے مومن کی ہر حالت اور ہر حرکت پر پیار آتا ہے جو اس کی خاطر یہ فعل کر رہا ہوتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

روزہ ڈھال اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ ہے

’’ایک اور روایت میں آتا ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 402مطبوعہ بیروت)پس یہ ڈھال تو اللہ تعالیٰ نے مہیا فرما دی لیکن اس کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی آنا چاہئے۔ اس کے بھی کچھ لوازمات ہیں جنہیں پورا کرنا چاہئے۔ تبھی اس ڈھال کی حفاظت میں تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ ڈھال اس وقت تک کار آمد رہے گی جب روزہ کے دوران ہم سب برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جھوٹ نہیں بولیں گے، غیبت نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں کریں گے، اپنے جسم کے ہر عضو کو اس طرح سنبھال کر رکھیں گے کہ جس سے کبھی کوئی زیادتی نہ ہو۔ ہر ایک، ایک دوسرے کے عیب دیکھنے کی بجائے اپنے عیب تلاش کر رہا ہو گا۔ ایک دوسرے کی برائیاں تلاش کرنے کی بجائے اپنی برائیوں، کمیوں، کمزوریوں اور خامیوں کو ڈھونڈ رہا ہو گا۔ میں حیران ہوتا ہوں بعض دفعہ یہ سن کر، بعض لوگ بتاتے بھی ہیں اور لکھ کر بھی بھیجتے ہیں کہ آپ کے فلاں خطبے پر مجھ سے فلاں شخص نے کہا یہ تمہارے بارے میں خطبہ آیا ہے اس لئے اپنی اصلاح کر لو۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے تلاش نہ کرے۔ تو جب روز وں میں اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے، کان، آنکھ، زبان، ہاتھ سے دوسرے کو نہ صرف محفوظ رکھ رہے ہوں گے بلکہ اس کی مدد کر رہے ہوں گے تو پھر روزے تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بے انتہا اجر پانے والے ہوں گے۔ ‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں

’’ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبۂ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساباً من الایمان) تو اس بات کو اس حدیث میں مزید کھول دیا کہ صرف روزے رکھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ روزے ان تمام لوازمات کے ساتھ رکھنے ضروری ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اپنے روزوں کے معیار کو دیکھنا اور تقویٰ کی طرف قدم بڑھنے کا تبھی پتہ چلے گا جب اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے۔ دوسرے کے عیب نہیں تلاش کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عیب اور کمزوریاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج میں نے کتنی نیکیاں کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کتنی برائیاں ترک کی ہیں، کتنی برائیاں چھوڑی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ ’’ہمیں اس طرح جائزہ لینا چاہئے کہ ہماری صُبحیں اور ہماری راتیں ہماری نیکیوں کی گواہ ہونی چاہئیں۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسرکیا‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12) پس جب ہم اس طرح اپنی صبحوں اور شاموں سے گواہی مانگ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہمارے گزشتہ گناہ بھی معاف ہو رہے ہوں گے۔ اور آئندہ تقویٰ پر قائم رہنے اور مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی مل رہی ہو گی۔ ورنہ ہمارے روزے بھوک اور پیاس برداشت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں

’’حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے رمضان آ گیا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشانہ گیا۔ اور اگر وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان حدیث نمبر 1495) پس اس حدیث سے مزید بات کھلتی ہے کہ بخشے جانے کے لئے صرف رمضان کا آنا ضروری نہیں ہے اور رمضان کی مبارکبادیں دینا کافی نہیں ہے جب تک اس میں روزے اس کوشش کے ساتھ نہ رکھے جائیں گے کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا ہے ان تبدیلیوں کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ صرف ایک سال یا ایک مہینہ کے عمل سے تو نہیں بخشے جائیں گے۔ یہ مسلسل عمل ہے۔ باوجود اس کے کہ ذکر ہے کہ جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آگے یہ بتایا کہ اس کے باوجود ضروری نہیں کہ سارے بخشے جائیں۔ اس کے لئے عمل کرنے ہوں گے۔ پس اس طریق سے ہمیں اپنے روزوں کو سنوارنا چاہئے تاکہ یہ نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

انسان گناہوں سے پاک وصاف ہو سکتا ہے

’’نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا ہاں! مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے رکھنا فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیاہے۔ پس جو کوئی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس میں روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہو۔ یعنی بالکل معصوم ہو جاتا ہے۔ (سنن نسائی کتاب الصیام باب ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر والنضر بن شیبان فیہ) اللہ کرے کہ ہم اس رمضان میں اسی طرح پاک ہو کر اور معصوم ہو کر نکلیں اور پھر یہ پاک تبدیلیاں بھی ہماری زندگیوں کا ہمیشہ حصہ بن جائیں۔ رمضان میں عبادتوں کے معیار بلند تر کرنے اور قرآن

کریم پڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کا ایک طریق صدقہ و خیرات کرنا بھی تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

خداتعالیٰ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرنا ہو

’’ایک روایت میں آتا ہے کہ ان دنوں میں آنحضور ﷺ اموال اس طرح خرچ کرتے تھے کہ اس خرچ کرنے میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتے تھے۔ (نسائی، کتاب الصیام باب الفضل والجود فی شھر رمضان) پس رمضان کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اموال کی قربانی بھی تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ رمضان کی برکتوں کو سمیٹنے والے ہوں اور ہمارے روزے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ہوں اور پھر یہ برکتیں ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔ جو کمزوریاں ہیں اس رمضان میں دور کریں۔ دوبارہ کبھی پیدا نہ ہوں۔ اور ہمیشہ اللہ کی بخشش اور رحمت اور پیار کی چادر میں لپٹے رہیں۔ روزہ کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتاہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خداتعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خداتعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کیلئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102) اللہ کرے کہ حقیقت میں اس رمضان میں ہمارا تزکیہ نفس ہو اور روحانی حالت میں بہتری پیدا ہو اور آئندہ ہمارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

زبان کو پاک رکھنا اور جھگڑے سے دور رہنا ہے

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار اپنی زبان کو ہمیشہ پاک رکھے اور اگر کوئی اس سے جھگڑے تو تب بھی وہ یہی کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں تمہاری ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول اِنِّی صَایِمٌ اِذَاشُتِمَ) فرمایا کہ ’’نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔‘‘ (اب یہ باریکی بھی دیکھنے والی چیز ہے۔ صرف یہی نہیں کہ موٹی موٹی گالیاں دے دیں یا لڑائی کر لی یا جھگڑا کر لیا بلکہ خود پسندی اور دکھاوا بھی ہے۔ زبان کی جو غلطیاں ہیں یا زبان کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں یا زبان کی وجہ سے جو تقویٰ میں کمی ہے اس میں یہ چیزیں بھی آتی ہیں۔) تو فرمایا ’’کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا‘‘ (اس دنیا دار کو) ’’کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تُو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کردیا۔‘‘ (دنیا دکھاوے کے لئے حج تھے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔ تقویٰ سے دور ہٹے ہوئے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس بزرگ نے یہ کہا کہ) ’’تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تُو اس امر کا اظہار کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بےموقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔‘‘(پس صرف زبان کو دوسروں کو تکلیف دینے سے روکنے کے لئے حکم نہیں ہے۔ اپنی خودنمائی جو ہے، خودپسندی جو ہے، دکھاوا جو ہے یہ بھی نیکیوں سے دور کرنے والا ہو جاتا ہے اور تقویٰ سے دور ہٹانے والا بن جاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں غور کرنا چاہئے)......... فرمایا کہ ’’تقویٰ والا کلِ انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دُور چلا جاتا ہے۔‘‘ (یعنی تقویٰ جو ہے ہر معاملہ میں ضروری ہے۔ زبان ہے اس سے انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔) ’’زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں۔‘‘ (لوگ بہت بڑے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں) ’’اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیان بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قولِ زُور۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔‘‘ (جھوٹ اور غلط بات کہنا نقصان پہنچانے والی چیز ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ حرام خوری اچھی چیز ہے) ’’یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراراً سؤر کھا لے تو یہ امر دیگر ہے۔‘‘ (اضطراراً اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہوئی ہے) ’’لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دُور نکل جاتا ہے۔‘‘ (یہ فتویٰ دے دے کہ ہر حالت میں سؤر کھانا جائز ہے تو پھر وہ اسلام سے ہٹ گیا) آپؑ فرماتے ہیں کہ اس طرح ’’اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں ’’پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اَناپ شناپ بولتے رہو۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421)

(خطبہ جمعہ 18مئی 2018ء۔الفضل انٹرنیشل 8جون 2018ء)

گناہوں کا کفارہ بن سکتاہے

’’آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کہ وہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الصلوٰت الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ حدیث 552) پس یہاں کھول کر بیان فرما دیا کہ پانچ نمازیں کفّارہ بنتی ہیں اُس وقت جب انسان اپنی پوری کوشش کر کے پانچ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرے اور ہر نماز کے درمیان کا جو وقفہ ہے اس میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر چھوٹی موٹی کمزوریاں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا بشرطیکہ نماز وقت پر اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جائے۔ پھر اسی طرح ہر جمعہ کی اہمیت بھی واضح کر دی کہ پانچ نمازوں کی جس طرح اہمیت ہے، انہیں وقت پر ادا کرنے کا جس طرح حکم ہے اور ادائیگی کی صورت میں جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چھوٹے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے اگر نمازیں پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ فحشاء سے بھی انسان بچتا ہے، برائیوں سے انسان بچتا ہے۔ تو بہرحال فرمایا کہ جس طرح پانچ نمازیں فرض ہیں اسی طرح جمعہ بھی فرض ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہونے والی چھوٹی غلطیاں اور کمزوریاں اور چھوٹے گناہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔ اس کا کوئی یہ مطلب بھی نہ لے لے کہ اس دوران چھوٹے گناہ کر لو، اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نمازوں اور جمعوں میں باقاعدگی اور گناہوں کی معافی کی دعاؤں اور اپنے عہدوں کی وجہ سے کہ آئندہ یہ غلطی نہیں کروں گا اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23جون 2017ء)

نفس کا محاسبہ کرنا ہے

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابا من الایمان حدیث 38) اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔پس رمضان کی فضیلت نہ صرف مہینے کے دنوں سے ہے، نہ صرف ایک وقت تک کھانے پینے کے رکنے سے ہے۔ صرف اس بات کے لئے سارا سال اللہ تعالیٰ کی جنت کے لئے تیاری نہیں ہو رہی ہوتی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے جو دوسری حدیث ہے اس میں واضح طور پر فرما دیا کہ ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے روز و شب رمضان میں گزارنے سے ہی یہ مقام ملتا ہے اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی گزشتہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہے۔ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر غور کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو تبھی گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔ اور یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی رمضان کے روزوں سے حاصل کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے کہ تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں، رمضان کا مہینہ ہر سال اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو تبھی تم روزوں سے فیضیاب ہو سکتے ہو اور شیطانی حملوں سے بچ سکتے ہو۔ جب خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے روزے رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آؤ گے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے تو تبھی شیطان سے بچ سکتا ہے ورنہ شیطان کا یہ کھلا چیلنج ہے کہ ذرا انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ سے دُور ہوا تو فوراً اسے شیطان نے دبوچا، اپنے قابو میں کر لیا۔ پس ایمان میں ترقی اور نفس کا محاسبہ ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کی پناہ کا مورد

بناتا ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔‘‘
(خطبہ جمعہ 2جون 2017ء)

ایک رات جو ہزار مہینے سے بہتر ہے

’’حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے شعبان کے آخری روز خطاب فرمایا اور فرمایا۔ اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ ایسا بابرکت مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں۔ اور جس کی راتوں کا قیام اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص کسی بھی اچھی خصلت کو اس میں اپناتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو اس کے علاوہ جملہ فرائض کو ادا کر چکا ہو۔ اور جس شخص نے ایک فریضہ اس مقدس مہینے میں ادا کیا، وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ستّر فرائض رمضان کے علاوہ ادا کئے۔ اور رمضان کا مہینہ صبر کرنے کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ اور یہ مواسات و اخوت کا مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ (الترغیب والترھیب کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان حدیث 1487) تو دیکھیں کیا کیا برکتیں ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے روزہ رکھ رہے ہیں اور تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، نیکیوں پر قدم مارنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول نے ہمیں یہ خوشخبری دی ہے کہ اس نیت سے کئے گئے عمل پھر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اتنا دیتا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ صرف ایک اچھی عادت اور نیکی کا کام کرنے کا اجر اتنا ہے کہ گویا تمام فرائض جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم نے ادا کر دیئے۔ اور رمضان میں تقویٰ پر چلتے ہوئے ادا کئے گئے۔ ایک فرض کا ثواب اتنا ہے کہ عام حالات میں ادا کئے گئے 70فرائض جتنا ثواب ہوتا ہے۔ اتنا بڑھا کر اللہ میاں رمضان میں دیتا ہے۔ تو ان دنوں کی ایک ایک نیکی عام حالات کی 70-70نیکیوں کے برابر ثواب دلا رہی ہے۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ثواب تبھی ہو گا جب ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر رہے ہوں گے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

جنت کو سارا سال سجایا جاتا ہے

’’حضرت ابو مسعود غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضلیت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنو خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔ (الترغیب والترھیب۔کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان احتساباً حدیث1498) پس یہ ہوائیں بھی اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کو جنھوں نے یہ عہد کیا ہو کہ اپنے اندر رمضان میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنا ہے اونچا اڑا کر لے جانے والی ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنتی ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ سارا سال جنت کی تزئین و آرائش ہو رہی ہے اس کا فیض یونہی نہیں مل جاتا۔ یقیناً روزوں کے ساتھ عمل بھی چاہئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ اتنا اہتمام فرما رہا ہو کہ سارا سال جنت کی تیاری ہو رہی ہے کہ رمضان آ رہا ہے میرے بندے اس میں روزے رکھیں گے، تقویٰ پر چلیں گے، نیک اعمال کریں گے اور میں ان کو بخشوں گا اور میں قرب دوں گا۔ تو ہمیں بھی تو اپنے دلوں کو بدلنا چاہئے۔ ہمیں بھی تو اس لحاظ سے تیاری کرنی چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ نے موقع میسر کیا ہے اس سے فیض اٹھانا چاہئے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 7۔اکتوبر 2005ء)

شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب آ جاتا ہے۔ نچلے آسمان پر آ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول رمضان او شھر رمضان حدیث 1899 وصحیح بخاری کتاب التھجد باب الدعاء و الصلاۃ من اٰخر اللیل حدیث 1145) لیکن کن کے قریب آتا ہے؟ ان کے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کو محسوس کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتا لگاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کے لئے لبّیک کہتے ہیں۔ اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب طاقتوں والا ہے۔ اگر میں اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کیلئے خالص ہوتے ہوئے اس سے مانگوں گا تو وہ میری دعائیں سنے گا۔

پس اللہ تعالیٰ بیشک اپنے بندوں کے سوال کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میں قریب ہوں، میں اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا ہوں اور اس مہینہ میں خاص طور پر تمہارے قریب آگیا ہوں مجھے پکارو لیکن اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے مجھے پکارنے سے پہلے یہ شرط ہے کہ میری سنو۔ میرے احکامات پر عمل کرو۔ اور میری تمام طاقتوں پر کامل یقین اور ایمان رکھو۔ اِن شرائط پر تمہیں عمل کرنا ہو گا۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ اپنے جائزے بھی لیتے ہیں؟ کہ انہوں نے کہاں تک خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے؟ اگر ہمارے عمل نہیں۔ ہمارا ایمان صرف رسمی ہے تو پھر ہمارا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کیا شرائط رکھی ہیں فرمایا کہ ’’پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں‘‘۔ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 261)
(خطبہ جمعہ 17جون 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا

’’اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا بھی پیش کرتا ہوں جسے ان دنوں میں ہمیں خاص طور پر کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یہ دعا کی تھی کہ ’’اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے اعمال کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔‘‘
(خطبہ جمعہ 17جون 2016ء)

****

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

عبادت کے بغیر زندگی بے حقیقت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

- ’’اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت بلکہ باطل ہے۔ ایک اسی چیز ہے جو خداتعالیٰ کے ہاں کسی شمار میں نہیں آئے گی اس لئے جانوروں کی طرح یہیں مر مٹی ہو جاؤ گے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ جانور مر کر نجات پاجاتے ہیں، تم مرنے کےبعد جزاسزا کے میدان میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پس یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں پیدا کرنا ہے اور رمضان المبارک میں ایک بہت اچھا موقع ہے کیونکہ فضاسازگار ہو جاتی ہے۔
- رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایسے چہرے بھی دکھائی دیتے ہیں مساجد میں جو پہلے کبھی دکھائی نہیں دیتے اور ان کو دیکھ کر دل میں کسی حکم کی تحقیر کے جذبے پیدا ہوتے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان ان چہروں کو دیکھے اور تحقیر کی نظر سے کہ اب آگیا ہے رمضان میں، پہلے کہاں تھا تو میرا یہ ایمان ہے کہ ایسی نظر سے دیکھنے والے کی اپنی عبادتیں بھی سب باطل ہو جائیں گی اور ضائع ہو جائیں گی۔ کیونکہ اللہ کے دربار میں اگر کوئی حاضرہوتاہے،ایک دفعہ بھی حاضرہوتا ہے اگر آپ کو اللہ سے محبت ہے تو پیار کی نظر ڈالنی چاہئے اس پر اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو اور قریب کریں اور اس کو بتائیں کہ الحمدللہ تمہیں دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔تم اٹھے، تکلیف کی ہے، پہلے عادت نہیں تھی اب آ گئے ہو۔ بسم اللہ جی آیاں نوں کہو اس کو اور اس کو پیار کے ساتھ سینے سے لگائیں تاکہ آپ کے ذریعے سے اور آپ کے اخلاص کے اظہار کے ذریعے سے وہ ہمیشہ کے لئے خدا کا ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ اپنے گھر میں بچوں کی بہت عمدہ تربیت کر سکتے ہیں۔ جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا۔ کیا اللہ سے باتیں کیں۔ کیا دعائیں کیں اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہوں گی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہوا کرتی ہیں وہ نشوونما پا کر کونپلیں نکالیں گی۔ پس رمضان اس پہلو سے کاشتکاری کا مہینہ ہے۔آپ نے بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ اس طریق پر ان کی آبیاری کرنی ہے یعنی روزمرہ ان کو نیک باتیں بتا بتا کرکر ان بیجوں سے بڑی سرسبزی خوشنما کونپلیں پھوٹیں اور رفتہ رفتہ وہ بچے ایک شجرہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں جس کی جڑیں تو زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں مگر شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔

تو رمضان المبارک کو روزوں کے لحاظ سے جیسے گزارنا ہے وہ تو عام طور پر یہ سب جانتے ہی ہیں مگر میں اُن فائدوں پر نگاہ رکھ رہا ہوں جو رمضان میں خاص طور پر ہجوم کر کے آ جاتے ہیں اور اس وقت آپ اس ہجوم سے استفادہ کریں اور زیادہ سے زیادہ برکتیں لوٹ لیں۔ یہ مقصد ہے اس نصیحت کا جس کے لئے میں آج آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔ بعض لوگ جانتے ہیں کنکوے اڑائے جاتے ہیں مگر بسنت میں جو کنکوں کے اڑنے کا عالم ہے وہ چیز ہی اور ہو جاتی ہے۔ پس خدا کی یادوں کے لئے یہ مہینہ بسنت بن گیا ہے اور بار بار ذکر الٰہی کے جو گیت ہیں وہ گھر گھر سے بلند ہوتے ہیں۔ مختلف وقتوں میں اٹھتے ہیں، صبح شام تلاوت کی آوازیں آتی ہیں اور طرح طرح سے انسان اللہ کی یاد کو زندہ اور تازہ اور دائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جو یاد آئے وہ پھر ہاتھ سے نکل نہ جائے۔‘‘
(خطبہ جمعہ فرمودہ 17جنوری 1998ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

نصیر احمد قمر۔ لندن

رمضان۔ دعاؤں کا مہینہ

یہ دنیا دارالمحن اور دارالابتلاء ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وقت کا اگلا لمحہ اپنی اوٹ میں اس کے لئے کیا کیا دکھ، مسائل، پریشانیاں اور حوادث چھپائے ہوئے ہے اور اگر بعض اوقات کسی حد تک انسان کو مستقبل کے خطرات اور مصائب و آلام کا اندازہ ہو بھی جائے تو کوئی شخص یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنی قوت اور اپنی تدبیروں سے ان خطرات کو ٹلا سکے یا ان مصائب سے محفوظ رہ سکے۔ انسان کی حیثیت ہی کیا ہے ؟ اس کا کچھ بھی تو اس کا اپنا نہیں۔ اس کی فکر و نظر کی صلاحیتیں، اس کی تمام استعدادیں ، تمام قویٰ سب کچھ خداتعالیٰ کی عطا ہے۔ وہ جب چاہے اس کی صلاحیتوں کو سلب کر سکتا ہے۔ اس کی قوتوں کو مفلوج کر سکتا ہے ۔ پھر بہت سے طبعی حوادث اور آسمانی آفات ایسی ہوتی ہیں کہ ایک انسان تو کیا سارے انسان مل کر بھی انہیں نہیں ٹلا سکتے۔ غرضیکہ آپ جتنا اپنے وجود پر غور کریں اتنا ہی اپنی بے حیثیتی اور خداتعالیٰ کی قدرت اور اس کی رحمت اور کبریائی کا احساس اور عرفان نصیب ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کے لئے کسی قسم کے کبر یا نخوت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صاحب عرفان لوگ ہمیشہ خداتعالیٰ سے مدد اور اس کی حفاظت کے طالب رہتے ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر صاحبِ عرفان ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے۔ چنانچہ آپؐ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی زندگی کا لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کے ذکر اور اس کے حضور دعاؤں میں وقف تھا اور آپ بڑی کثرت سے دعائیں مانگا کرتے تھے ۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دعا کا تعلق نزول بلا سے ہے۔ جب کوئی مصیبت آ پکڑتی ہے تو لوگ دعاؤں اور صدقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا محتاج ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ خوف و خطر میں مبتلا ہونے کے وقت ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے ۔ سعادت مندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے “

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

”انسان کو چاہئے کہ کسی مشکل میں پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خداتعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا ۔ پس اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے۔“

قرآن مجید میں جہاں روزوں کی فرضیت اور شہر رمضان کی فضیلت اور برکات کا ذکر فرمایا گیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے قرب کی بشارت دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ہے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ سے ہی ”سَمِیْعُ الدُّعَاءِ“ اور مُجِیْبُ الدَّعْوَات ہے لیکن رمضان مبارک اور روزوں کے بیان میں قبولیت دعا کا ذکر ایک خاص مضمون پیدا کرتا ہے اور روزوں کے ساتھ قبولیت دعا کے گہرے تعلق پر روشنی ڈالتا ہے۔

اس جگہ ایک اور اہم نکتہ بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خصوصیت سے آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ خبر دی کہ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب تجھ سے میرے بندے سوال کریں تو میں یقیناً قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ گویا آنحضرت ﷺ کے وسیلہ کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ آپؐ کا وجود مبارک اور آپؐ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات پر شاہد تھا کہ خداتعالیٰ کے ساتھ آپؐ کا زندہ اور کامل تعلق ہے۔ اور وہ ہمیشہ آپؐ کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے ۔ یہ آپؐ کی دعاؤں کا ہی اعجاز تھا کہ صدیوں کے روحانی مردے زندہ ہوگئے اور گونگوں اور بہروں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ پس ہمیں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں بھی قبول ہوں اور خدا تعالیٰ آپ کی فریادوں کو سُنے اور اپنے افضال و انوار نازل فرمائے اور آپ کا معین و مددگار ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ گُر سیکھیں جو خدا کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔ آپؐ کی پیروی اور اطاعت کے طفیل ان فریادوں ، ان التجاؤں پر خداتعالیٰ کی نظر کرم ہوگی اور آپ کی دعاؤں کو قوت پرواز عطا ہوگی اور ملاء اعلیٰ میں خدائے محسن و منان کے ہاں مقبول ہوکر آپ کی دنیا و عاقبت کے سنورنے کے سامان ہوں گے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کی پاک دعائیں کتب احادیث میں محفوظ ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ افراد جماعت رمضان کے ان نہایت مبارک ایام میں خصوصیت سے یہ دعائیں کرکے ان سے وابستہ برکات کو حاصل کرنے کی سعی کریں گے ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ! مجھے کچھ ایسے کلمات بتائیں جو میں صبح کے وقت اور شام کے وقت دہرایا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہا کرو۔

”اے اللہ ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ، غیب اور حاضر کے جاننے والے، ہر چیز کے ربّ اور اس کے مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان اور اس کے ساتھیوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کلمات صبح بھی پڑھا کرو اور شام کے وقت بھی اور اس وقت بھی جب تم اپنے بستر پر جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دُعا کے لئے ایسے کلمات پسند فرمایا کرتے تھے جو جامع ہوں اور انسان کی تمام حاجات و مہمات پر حاوی ہوں۔ چنانچہ ایک ایسی ہی دُعا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دعا کثرت سے یہ کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اے اللہ تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ چنانچہ حضرت انسؓ کا یہ طریق تھا کہ آپ جب بھی کوئی دعا کرتے تو یہ دُعا بھی ضرور کیا کرتے تھے ۔ اس دُعا میں لفظ حَسَنَة بہت ہی پیارا ہے اور جامع لفظ ہے جو ہر خیر کے عطا ہونے اور شر سے محفوظ رہنے کے معنے بھی رکھتا ہے۔

حضرت طارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! جب میں اپنے ربّ سے دُعا کروں تو کیا عرض کیا کروں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ ! تُو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت بخش اور مجھے رزق عطا فرما۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا :” یہ دُعا تیرے لئے دنیا و آخرت کو جمع کر دے گی“

رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی بات سکھائیں جو میں اللہ سے طلب کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا :”سَلُوْا اللّٰہَ الْعَافِیَةَ“ ۔ اللہ سے عافیت طلب کیا کریں۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوا اور دوبارہ یہی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا: ”اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! آپ اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کریں“

سُبحان اللہ ! حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی کیسی پاکیزہ تربیت فرمائی تھی ۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی کیسی محبت راسخ کردی تھی اور وہ کس طرح حضور اکرمؐ سے دُعاؤں کے ڈھنگ سیکھا کرتے تھے اور معلوم کیا کرتے تھے تا وہ بھی ان دُعاؤں کو دہرایا کریں ۔ صحابہ رسول کا یہ جذبہ اور یہ پاکیزہ اُسوہ بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے ۔

حضرت شہر بن حوشبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اے امّ المومنین ! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس آیا کرتے تھے تو زیادہ تر کونسی دعا پڑھا کرتے تھے ۔ آپؓ نے فرمایا کہ آپؐ اکثر یہ دُعا کیا کرتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما۔

آج کے مادہ پرست دور میں جبکہ معاشرہ میں ہر طرف شیطانی خیالات کا زور ہے اور باطل قوتیں کئی انداز میں لوگوں کو خدا کے دین سے برگشتہ کرنے کے لئے زور مار رہی ہیں یہ دُعا غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ! دلوں کو پھیرنے والے تو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔

حضور اکرم ﷺ کی پاکیزہ دعاؤں کا ذکر کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ افراد جماعت حتی المقدور ان دُعاؤں کو حفظ کر کے انہیں مبارک کلمات میں خداتعالیٰ کی جناب سے خیر و برکت کے طالب ہوتے ہوں گے۔ لیکن اس وقت رسول اللہ ﷺ کی رحمت کے ایک اور خاص پہلو کا تذکرہ مقصود ہے۔ آپؐ کی شفقتیں بے انتہا ہیں اور کسی کے بس میں نہیں کہ ان کا احاطہ کرسکے ۔ دیکھیں آپ کی نظر اُمّت کے ان کمزوروں کی طرف کیسے رحمت سے پڑتی ہے جو خواہش کے باوجود ان تمام دعاؤں کو یاد نہیں کر سکتے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بڑی کثرت سے دُعائیں کیا کرتے تھے اور ہمارے لئے ممکن نہیں تھا کہ ان سب دعاؤں کو یاد رکھ سکتے ۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں ہم انہیں حفظ نہیں کرسکتے ۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ بتاؤں جو ان سب دعاؤں پر حاوی ہے؟ تم یہ کہا کرو۔

” اے اللہ ! میں تجھ سے ہر وہ خیر طلب کرتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے طلب کی تھی اور ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس شر سے بچنے کے لئے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ طلب کی تھی اور تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور بلاغ تیرا ہی کام ہے اور اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت اور غلبہ حاصل نہیں“

سبحان اللہ ! ہمارے محبوب آقا ، رحمۃ للعالمین ﷺ کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ امت پر آپ کی کتنی شفقتیں ہیں۔ آپؐ نے کیسی جامع دعا ہمیں سکھا دی۔

اے اللہ ! تیرے پیارے رسول نے یہ دعائیں مانگیں ہم تیرے ادنیٰ بندے اور تیرے رسولؐ کے ادنیٰ غلام ہیں ۔ ہمیں بھی یہ دعائیں کرنے کی توفیق بخش اور اپنے فضل اور رحم سے ہمارے حق میں ان دعاؤں کا فیض جاری فرما کہ تو دعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔

****

مبارک احمد منیر۔برکینا فاسو

آنحضرت ﷺ کے معجزات

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اپنے انبیاء دُنیا میں بھیجتا رہاہے۔جو نسل انسانی کو اپنے حقیقی معبود کی عبادت کی طرف بُلاتے ہیں۔چنانچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک بڑی تعداد انکار کرتی ہے اور اُس نبی کی مخالفت کرتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے مختلف معجزات دکھاتا ہے۔جن کا ذکر ہمیں قرآن، بائبل اور اسی طرح دوسری کتب سماوی میں کثرت سے ملتا ہے۔ ان معجزات میں رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے معجزات کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتاہے۔ہر زمانہ میں رسول اللہ ﷺ سے فیض پاکر اولیاء اللہ بھی کرامات دکھاتے چلے آرہے ہیں۔اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے معجزات دکھائے ہیں ۔ اس مضمون میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بعض معجزات کا ذکر کیا جائے گاجن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں کیا ہے ۔

معجزہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ معجزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

"معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور اُمید سے بڑھ کر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اُس کے مخالفین کے عجز اور مغلوبیت جتلانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دُعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اس کی صفات و حدانیت و تقدّس و کمال سے منافی و مغائر نہ ہوا ور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں کچھ دخل نہ ہو۔"

(ازالہٴ اوہام ،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ261)

رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی دو اقسام

فرمایا "ہمارے نبی ﷺ کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپؐ کے قول یا آپؐ کے فعل یا آپؐ کی دُعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار کے ہیں اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی اُمّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔"

(کتاب البریّہ،روحانی خزائن جلد13ص154)

پھر فرمایا۔"آنحضرت ﷺ کے معجزات تو چاروں طرف سے چمک رہے ہیں وہ کیونکر چھپ سکتے ہیں صرف معجزات جو صحابہؓ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہے اور پیش گوئیاں تو شاید دس ہزار سے بھی زیادہ ہوں گی جو وقتوں پر پوری ہو گئیں اورہوتی جاتی ہیں۔"

(ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جواب،روحانی خزائن جلد4ص445)

رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

"جیسے انسان میں قویٰ موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز وقوی تھے سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔"

(ازالہ اوہام ،روحانی خزائن جلد3ص255)

فرمایا "خداتعالیٰ نے قرآن شریف کو جو معجزہ عطافرمایا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاق تعلیم اور اُصول تمدن کا ہے اور اس کی بلاغت اور فصاحت کا ہے جس کا مقابلہ کوئی انسان کر نہیں سکتا اور ایسا ہی معجزہ غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کا ہے۔"

(ملفوظات جلد5 ص 482)

قرآن کریم کے معجزات کی چار اقسام

فرمایا: "معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں(1)معجزات عقلیہ (2) معجزات علمیہ(3)معجزات برکات روحانیہ (4)معجزات تصرفاتِ خارجیہ۔نمبر اول دو و تین کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن شریف میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جن کو ہر یک زمانہ میں ہریک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید ماجرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے لیکن نمبر چار کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ،روحانی خزائن جلد2ص60)

فرمایا: "قرآن معجزات سے بھرا ہے اور خود وہ معجزہ ہے توجہ سے دیکھیں اور پیشگوئیاں تو اس میں دریا کی طرح بہہ رہی ہیں۔ اسلام کےصاحب نے ضُعفِ اسلام کے وقت اسلام کے غالب آنے کی خبردی ۔سلطنت روم کے غلبہ کی اُن کے مغلوب ہونے کے پہلے خبر دی ۔شق القمر کا معجزہ بھی موجود ہے۔"

(جنگِ مقدس،روحانی خزائن جلد6ص279)

رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا جاری رہنے کا معجزہ

فرمایا "ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہوگئی او ر معجزات نابود ہوگئے اور اُن کی اُمت خالی اور تہی دست ہے۔صرف قصے اُن لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت ﷺ کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ ہے۔"

(چشمہٴ مسیحی ،روحانی خزائن جلد20ص351)

شاہ ایران کا معجزانہ طور پر قتل ہونا

فرمایا""جب شاہ ایران نے ہمارے نبی ﷺ کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہہ دے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔"

(چشمہ مسیحی ،روحانی خزائن جلد20ص353)

رسول اللہ ﷺ کے معجزات

فرمایا "دُعائے آنحضرت ﷺ سے خدائے تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرّف دکھلایا اور چاند کو دوٹکڑے کردیا۔ دوسرے وہ تصرّف جو خدائے تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دُعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا۔یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔تیسرے وہ تصرّف اعجازی جو آنحضرت ﷺ کو شرّ کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروزِ ہجرت کیا گیا یعنی کفار مکہ نے آنحضرت کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اُس پاک نبی کو اِس بدارادہ کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی۔ بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ﷺ ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا۔تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا ۔ جانبازی کے طور پر آنحضرت ﷺ کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مونہہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت ﷺ کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اُسی کو رسو ل اللہ ﷺ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں .... سو جب آنحضرت ﷺ اپنے اس وفاداراور جانثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اورچاہا کہ راہ میں کسی جگہ پاکر قتل کر ڈالیں.........اس پُر خطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے......... اس پیارے بندہ کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرّف اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کررہے تھے سوخدائے تعالیٰ نے جیساکہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ....ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجود یکہ مخالفین اُس غار تک پہنچ گئے تھے۔ جس میں آنحضرت ﷺ معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیااور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اُس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے ۔از انجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت ﷺ کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا جب وہ اتفاقاً آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بد دُعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سُم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا.........چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دُشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہوکر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر چڑھائی کی .... تب اللہ جلّ شانہٗ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دُشمنوں میں ایک تہلکہ ڈال دیا اور اُن کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے اُن چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ اور اندھا اور پریشان کر کے وہیں رکھا اور اُن کی لاشیں اُنہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت ﷺ نے الگ الگ نشان بتلا رکھے تھے۔ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرّفاتِ الٰہیہ کا (جو خارق عادت ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ،روحانی خزائین جلد 2ص 67-64)

جنگ بدر میں معجزہ

حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں کہ "ہمارے سید و مولیٰ سیدالرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگ بدر میں ایک سنگریز

وں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دُعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دِکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی اُن میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہوگئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی اُن میں پیدا ہوگئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وَمَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔(الانفال: 18)یعنی جب تو نے اُس مٹھی کو پھینکا وہ تُونے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔"
(آئینہ کمالات اسلام ،روحانی خزائن جلد5ص65)

شق القمر کا معجزہ اور اس کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔
"دوسرا معجزہ آنحضرت ﷺ کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کہ کوئی دُعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھااور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دُعا نہ تھی ۔"
(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد 5ص66)
پھر فرمایا "شق القمر دراصل ایک قسم کا خسوف ہی تھا اور آنحضرت ﷺ کے اشارہ سے ہوا۔" (ملفوظات جلد 2ص42)

شق القمر کے معجزہ میں حکمت

"آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کانور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کردیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔"
(انجام آتھم ،روحانی خزائن جلد11ص295)

رسول اللہ ﷺ کے متفرق معجزات

فرمایا "کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کردیا کہ تمام لشکر اور اُونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا اُن سے شکم سیر کردیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اُس کو نہایت شیریں کردیااور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اُن کو اچھاکردیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جاپڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کردیا۔"
(آئینہ کمالات اسلام ،روحانی خزائن جلد 5ص66)

آنحضرت ﷺ کے چار بڑے معجزے

فرمایا "آنحضرت ﷺ کا کروڑ معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تو یہ تھا کہ جس غرض کے لئے آئے تھے اُسے پورا کر گئے۔یہ ایسی بے نظیر کامیابی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی میں کامل طور سے نہیں پائی جاتی۔حضرت موسیٰؑ بھی رستے ہی میں مرگئے اور حضرت مسیح کی کامیابی تو اُن کے حواریوں کے سلوک سے ہویدا ہے۔ہاں آپؐ کو ہی یہ شان حاصل ہوئی کہ جب گئے تو رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا(النّصر: 3) یعنی دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں داخل ہوتے دیکھ کر۔

دوسرا معجزہ ۔ تبدیل اخلاق ہے کہ یا تو وہ اُولٰٓئِکَ کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ (الاعراف:180)چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (الفرقان:65)رات دن نمازوں میں گزارنے والے ہوگئے۔

تیسرا معجزہ ۔ آپؐ کی غیر منقطع برکات ہیں ۔کل نبیوں کے فیوض کے چشمے بند ہوگئے ۔ مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کا چشمہ ٔ فیض ابد تک جاری ہے چنانچہ اسی چشمہ سے پی کر ایک مسیح موعود اس اُمّت میں ظاہر ہوا۔چوتھی یہ بات بھی آپؐ ہی سے خاص ہے کہ کسی نبی کے لئے اس کی قوم ہر وقت دُعا نہیں کرتی مگر آنحضرت ﷺ کی اُمّت دُنیا کے کسی نہ کسی حصّہ میں نماز میں مشغول ہوتی ہے اور پڑھتی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔اس کے نتائج برکات کے رنگ میں ظاہر ہورہے ہیں چنانچہ انہی میں سے سلسلہ مکالمات الٰہی ہے جواس اُمّت کو دیا جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 5ص205)

آنحضرت ﷺ کے اخلاقی معجزات

فرمایا "ایک خوارق تو شق القمر وغیرہ کے علمی رنگ کے ہیں اور دوسرے حقائق و معارف کے۔تیسرا طبقہ معجزات کا اخلاقی معجزات ہیں۔اخلاقی کرامت میں بہت اثر ہوتا ہے ۔فلاسفر لوگ معارف اور حقائق سے تسلی نہیں پاسکتے ۔مگر اخلاق عظیم اُن پر بہت بڑا اور اہرا اثر کرتے ہیں۔حضور سیّد المرسلین ﷺ کے اخلاقی معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے سوئے پڑے تھے کہ ناگاہ ایک شوروپکار سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنگلی اعرابی تلوار کھینچ کر خود حضور پر آپڑا ہے۔اُس نے کہا ۔ اے محمد ﷺ ! بتا ،اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟آپ ﷺ نے پورے اطمینان اور سچی سکینت سے جو حاصل تھی فرمایا کہ اللہ ۔آپ ﷺ کا یہ فرمانا عام انسانوں کی طرح نہ تھا۔اللہ جو خداتعالیٰ کا ایک ذاتی اِسم ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا متجمع ہے ....الغرض ایسے طور پر اللہ کا لفظ آپ ﷺ کے منہ سے نکلا کہ اُس پر رُعب طاری ہو گیا اور ہاتھ کانپ گیا ۔ تلوار گرپڑی حضرت ﷺ نے وہی تلوار اُٹھا کر کہا کہ اب بتلا۔میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟وہ ضعیف القلب جنگلی کس کا نام لے سکتا تھا ۔ آخرآنحضرت ﷺ نے اپنے اخلاق فاضلہ کانمونہ دکھایا اور کہا۔جاتجھے چھوڑ دیا اور مروّت اور شجاعت مُجھ سے سیکھ۔اِس اخلاق معجزہ نے اُس پر ایسا اثر کیا کہ وہ مسلمان ہوگیا..........

اسی طور پر آنحضرت ﷺ کے اخلاقی معجزات میں ایک اور معجزہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک وقت بہت سی بھیڑیں تھیں۔ ایک شخص نے کہا ۔ اس قدر مال اس سے پیشتر کسی کے پاس نہیں دیکھا ۔حضور ﷺ نے وہ سب بھیڑیں اُس کو دے دیں۔اُس نے فی الفور کہاکہ لاریب آپ ﷺ سچے نبی ہیں سچے نبی کے بغیر اس قسم کی سخاوت دوسرے سے عمل میں آنی مشکل ہے۔ الغرض آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ ایسے تھے کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5)قرآن میں وارد ہوا۔" (ملفوظات جلد 1ص63-64)

رؤیا کے ذریعہ ہدایت ملنا بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے

فرمایا "جولوگ فطری اُمور کی استعداد نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ اُن کو بذریعہ رؤیا کے سمجھادیتا ہے ۔آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے بھی یہ بات تھی کہ لوگ رؤیا دیکھتے اور بعض وہ تھے جو کہ آپ کے جودوسخا کو دیکھ کر ایمان لائے۔"
(ملفوظات جلد 3ص 334)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے(ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر)یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہامعلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔وہ توحید جودُنیا سے گم ہوچکی تھی وُہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دُنیا میں لایا۔اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی ۔اس لئے خدانے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مُرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔"
(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص118)

مضمون نگار مضامین لکھتے وقت اس ارشاد کو مدّنظر رکھیں

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔
سارا اخبار ہی دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہئے مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر ہم سارا دن نمازیں نہیں پڑھتے رہتے بلکہ اور بھی بیسیوں کام کرتے ہیں تو سارے اخبار میں دینی مضامین ہی اگر ہوں تو وہ کب لوگوں کیلئے دلچسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ لو اس میں صرف خدا اور اس کے رسولوں کا ہی ذکر نہیں بلکہ کہیں پانیوں کا ذکر ہے، کہیں بادلوں کا ذکر ہے، کہیں ہواؤں کا ذکر ہے، کہیں زمین کی حرکتوں کا ذکر ہے، کہیں حیوانات کا ذکر ہے، کہیں لڑائیوں کا ذکر ہے، کہیں سیاسیات کا ذکر ہے غرض مختلف قسم کے اذکار اس میں پائے جاتے ہیں مگر کیا الفضل قرآن سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے کہ اگر وہ علمی اور تاریخی اور اقتصادی اور صنعتی مضامین لکھے تو اس کی زبان صاف نہیں رہے گی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ مضامین میں تنوع پیدا کرو۔ علمی اور تاریخی مضامین لکھو، مختلف عنوانات پر مختصر نوٹ لکھو اس طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو، مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو، غیر مذاہب کے حالات لکھو، دلچسپ خبریں شائع کرو اور ان کے دوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہوگی اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کیلئے تیار رہے گا۔
(بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے۔انوارالعلوم جلد15صفحہ6،7)

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

مضمون نگار،مضمون لکھتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ روزنامہ الفضل ' آن لائن پرچہ ہے جو طویل مضامین کا متحمل نہیں ہو سکتااس لئے لمبے اور طویل مضامین سے اجتناب کرتے ہوئے مختصر 2-4صفحات پر مشتمل مضامین لکھیں جو اخبار میں جلد جگہ بنا لیں۔طویل مضامین جگہ بنانے میں کافی وقت لیتے ہیں۔جس سے مضمون نگار بھی ناراض ہوتے ہیں۔ویسے بھی آن لائن پرچے میں لمبے مضامین کے قاری بھی کم ہوتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت مرزا کبیر الدین احمدؓ ۔لکھنؤ

Mirza Kabir-ud-Din Ahmad

حضرت مرزا کبیر الدین احمدؓ ولد مولوی امیرالدین قریباً 1869ء میں پیدا ہوئے۔آپ اکبر آباد کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں لکھنؤ آگئے اسی لئے زیادہ لکھنوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ پہلے آپ پولیس میں تھے بعد میں ریلوے گارڈ کے طور پر ملازمت کی۔اس کے ساتھ آپؓ کو دینی علوم کا بھی خوب شوق تھا اس کے لیے دینی کتب کا مطالعہ بغور کرتے۔خصوصًا آپؓ کو ردّ عیسائیت اوروفاتِ مسیحؑ کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کا کافی شوق تھا۔اسی شوق اور لگن کا نتیجہ تھا کہ ایک ذخیرہ دینی کتب کا آپؓ کی ذاتی لائبریری میں موجود تھا۔آپؓ کے بھانجے مکرم سید ارشد علی احمدی لکھنوی آپؓ کے مختصر حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’1901ء سے پہلے مرزا کبیر الدین احمد صاحب مرحوم اور مرحوم کے چھوٹے بھائی مرزا حسام الدین صاحب جھانسی میں پولیس میں ملازم تھے۔وہاں ایک اوورسیر مشتاق احمد صاحب تھے اُنہیں کہیں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ازالہ اوہام مل گئی۔مشتاق احمد صاحب شاعر اور علم دوست آدمی تھے اور مرحوم کے دوست تھے۔انہوں نے مرزا صاحب مرحوم کے پاس مولوی رحمت اللہ صاحب اور پادری فنڈر کی کتابیں دیکھی تھیں وہ یہ جانتے تھے کہ مرحوم کو ردّ عیسائیت کا شوق ہے اس لیے انہوں نے ازالہ اوہام مرزا صاحب مرحوم کو دے دی، ازالہ اوہام پڑھنے کے بعد مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور بیعت کرلی ۔

ایک مرتبہ میں عزیز مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر ممدوح سے باتیں کر رہا تھا۔دوران گفتگو میں چوہدری صاحب نے فرمایاکہ مرزا صاحب کیسے ہیں؟ میں نے کہا اچھے ہیں لیکن اب بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے سلسلے کے نو عمر کارکنوں کی کم سنتے ہیں، مکرم چوہدری صاحب نے گھبرا کر اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایاکہ یہ بہت قابل قدر لوگ ہیں جس زمانہ میں انہوں نے بیعت کی ہے وہ بڑا عجیب زمانہ تھا۔ چودہری صاحب کی اس روحانی کیفیت کا میرے اوپر بڑا گہرا اثر ہوااور اُس دن سے میں بالکل محتاط ہوگیا‘‘

(ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان 28 جنوری 1953ء)

آپؓ قلمی جہاد میں بھی پیش پیش تھے آپ کے کئی مضامین جماعت احمدیہ کے پرانے لٹریچر میں محفوظ ہیں۔بعض مضامین ’’تحفۂ کبیر‘‘ اور ’’صحیفۂ کبیر‘‘ کے نام سے چھپتے رہے۔ حضرت قاضی ظہور الدین اکملؓ ایک جگہ آپؓ کے مضمون سے پہلے چند سطور میں لکھتے ہیں۔

’’برادر مکرم مرزا کبیرالدین صاحب احمدی جو اپنے اندر ایک کام کرنے والی روح رکھتے ہیں وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے احمدی بھائیوں کو بوساطت تشحیذ بھیجتے رہتے،چنانچہ اس دفعہ بھی ان کی طرف سے دو اہل علم کی تحریریں شائع کی جاتی ہیں جو وفات مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔برادر کبیر نے شیعہ مسجد امین آباد پارک لکھنؤ میں معرکہ جیتا اور آخر محمد حسن بن محمد عباس مجتہد و استاد مدرسہ ناظمیہ سے تحریر لکھوالی....‘‘ (تشحیذ الاذہان اپریل 1921ء)

خلافت اولیٰ کے زمانے میں فتنہ پھیلانے والے گمنام ٹریکٹس جب آپؓ تک پہنچتے تو آپؓ اُن سے وہی سلوک کرتے جو کہ ہونا چاہیے تھا۔چنانچہ اخبار بدر نے ایک مرتبہ تمام احباب جماعت کو ایسی تحریرات کے متعلق ہدایت دیتے ہوئے لکھا۔

’’ایسے ٹریکٹوں کو ہمارے احباب مثل مولوی کبیر الدین احمد صاحب آگ میں ڈال دیا کریں۔‘‘ (بدر 27نومبر 1913ء)

بعد میں جب یہ صاحب ٹریکٹ لوگ کھل کر سامنے آگئے تو ایک جید اکابر پیغامی نے آپؓ کو خلافت ثانیہ سے علیحدہ ہونے کا مشورہ دیا، آپؓ نے جواب دیتے ہوئے لکھا۔

’’عاجز تو راہ مستقیم پر ہے دنیوی line پر بھی سیدھا راستہ اختیار کئے ہوئے ہوں۔کون نہیں جانتا کہ میں گارڈ ہوں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ابن السبیل کو منزل مقصود تک پہنچا دینا سو آپ کو خوشخبری پہنچاتا ہوں کہ دیکھو محمود احمد ہی غلام احمد ہے ....مجھ سے محبت آپ کی تو جب ہی ثابت ہو کہ جب آپ کتاب حقیقۃالنبوۃ کے مصنف کے ہاتھ پر بیعت کرلیں۔‘‘ (اخبار ’’فاروق‘‘ 20 جنوری 1916ء)

ایک دفعہ ایک صاحب سجاد حسین جوہری لکھنؤ کے ایک خط کے جواب میں آپؓ نے اپنی ایک نظم اور مضمون بھیجا جو رسالہ تشحیذالاذہان میں شائع ہوا۔نظم کے چند اشعار کچھ اس طرح ہیں۔

کیا یہ تحقیق ہے اَڑ بیٹھے ہو اس رائے پہ تم
ان تفاسیر کو بھی ہاتھ لگایا ہوتا
دیکھتے حضرت رازی کی جو تفسیر کبیر
سوچتے، مردے کو زندہ نہ بتایا ہوتا
آل عمران میں ہے لفظ توفّی اس سے
زندہ عیسیٰ کو بھلا کرکے دکھایا ہوتا
بعثت ثانی احمد کے سمجھنے کے لیے
سورۂ جمعہ ذرا دل میں بسایا ہوتا
جوہری! لعل محمد کے پرکھنے کے لیے
جوہر صدق و صفا تم نے دکھایا ہوتا

(تشحیذ الاذہان ستمبر 1921ء صفحہ 33)

تبلیغ کے میدان میں آپؓ ہندوستان کے بڑے علماء کے ساتھ بھی رابطے رکھتے۔اس سلسلہ میں مولوی عبدالباری فرنگی محل، مولانا ابو الکلام آزاد اور خواجہ حسن نظامی صاحب وغیرہ کے ساتھ خط و کتابت اور گفتگو جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہے۔

تبلیغ احمدیت کرکے جہاں آپؓ قرآنی بیان وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ کے مصداق تھے وہاں اسی بیان کے اگلے حصے وَعَمِلَ صَالِحًا اور اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ کو بھی احسن رنگ میں اپنائے ہوئے تھے اور اپنے نیک نمونے سے معاندین کے دلوں کو بھی مفتوح کر لیتے تھے، حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ نے ایک مرتبہ دارالیمن ربوہ میں ایک لیکچر کے دوران آپ کا ایک دلچسپ اور مفید ایمان واقعہ سناتے ہوئے فرمایا۔

’’مجھے ایک دفعہ لکھنؤ جانے کا اتفاق ہوا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی مرزا کبیرالدینؓ صاحب بھی تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دن بازار میں سے گزر رہے تھے کہ کسی شخص نے انہیں آواز دے کر بلایا اور کہا کہ مجھے ذرا مرزا صاحب کے متعلق ضروری بات تو سمجھادو، مرزا کبیرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس دکاندار کے ساتھ ابھی اس سلسلہ میں مصروف گفتگو ہی تھا کہ اتنے میں کسی شخص نے میری پیٹھ اور سرین پر زور زور سے ڈنڈے مارنے شروع کیے، میں نے دیکھا کہ اس علاقہ کے ایک مشہور مولوی صاحب سخت غضبناک حالت میں یہ حرکت کر رہے ہیں، ساتھ ساتھ گالیاں بھی دے رہے ہیں انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میری کمر اور سرین زخمی ہوگئے جب وہ ذرا مدہم ہوئے تو میں نے ان سے دست بدست عرض کیا کہ مولوی صاحب! آپ نے مجھے آپ کے بھائی کی خدمت کا یہ صلہ دیا ہے مجھے تو آپ کے ایک بھائی نے ایک خدمت کے لیے بلایا تھا میں ان کو بتا کر ان کی ایک خدمت بجا لا رہا تھا اگر اس خدمت کا صلہ یہی ہے تو اس میں بھی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اگر آپ حقیقتاً اس خدمت کا میرے لیے یہی صلہ سمجھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس صلہ کی اور توفیق دے اور اگر میں آپ کی خدمت اس طرح کر سکتا ہوں کہ آپ سیر ہوکر مجھے زد و کوب کرلیں تو میں حاضر ہوں، اس پر مولوی نے اور گالیاں دیں اور کہا تم یہاں مرزا صاحب کا نام ہی کیوں لیتے ہو؟ بہر حال مرزا صاحبؓ گھر آگئے اور آکر خیال کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصرعہ ’’ گالیاں سن کے دعا دو پاکے دکھ آرام دو‘‘ کے ایک حصہ پر تو عمل کر لیا ہے دوسرے حصہ پر عمل کرنا باقی ہے جب میں نے دکھ پایا ہے تو حضور علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق آرام پہنچانا بھی ضروری ہے چنانچہ مرزا کبیر الدین صاحب نے پھلوں کی ایک ٹوکری لی اور مولوی صاحب کے دروازہ پر دستک دے دی، اندر سے مولوی صاحب نے گرج کر کہا کہ کون ہے؟ اور دروازہ کھولنے کے لیے باہر آگئے جب انہوں نے دروازہ کھولا تو میں نے عرض کیا خادم کبیر الدین جناب کی خدمت میں یہ نذرانہ لے کر حاضر ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے بیان فرمایا کہ مولوی صاحب نے وہ پھل تو ہاتھ میں لے لئے لیکن ان کے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور فوراً رو پڑے اور کہا کہ مرزا صاحب میں بہت گنہگار ہوں، میں بہت بد دیانت ہوں، میں بہت شیطان اور بدکار ہوں (بہت سی گالیاں اپنے آپ کو دیں) میں نے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔آپ مجھے معاف کردیں میں توبہ کرتا ہوں مجھ سے بہت غلطی ہوئی۔یہ کہہ رہے تھے اور بے تحاشا رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ جس شخص نے ایسے پاکباز لوگ تیار کئے ہوں وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔مرزا کبیرالدین! تم واقعی سچے ہو، مرزا صاحب واقعی سچے ہیں،تمہارا نمونہ واقعی اسلام کا نمونہ ہے میں ہی کافر ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد مولوی صاحب نے مخالفت بند کردی اور مدّاح ہوگئے، شہر کے علماء کو بھی یہ علم ہوگیا کہ مولوی صاحب کی طبیعت نصیبِ دشمناں کچھ خراب ہے انہوں نے ایک اجلاس عام کیا جس میں سرِفہرست مولوی صاحب کا نام لکھا اور مولوی صاحب سے یہ درخواست کی کہ وہ اس اجلاس میں مرزا صاحب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں، مولوی صاحب نے کہا کہ بے شک تم لوگوں نے میرا نام رکھا ہے سو دفعہ رکھو لیکن میں مرزا صاحب کے متعلق کچھ نہ کہوں گا وہ میرے نزدیک سچے ہیں اُنہوں نے جو جماعت قائم کی ہے اس نے نہایت اعلیٰ نمونہ قائم کیا ہے۔‘‘

(ماہنامہ ’’مصباح‘‘ فروری 1953ء صفحہ 30۔31)

آپؓ نے اپنی ٹوپی پر نمایاں طور پر لفظ ’’احمدی‘‘ لکھوا رکھا تھا تاکہ لوگوں کو بغیر بتائے ہی اپنا تعارف کروادیں کہ آپؓ جماعت احمدیہ سے وابستہ ہیں، اس لئے چلتے پھرتے احمدیت کی پرچار کرتے تھے۔

(بدر 14 جون 1912ء)

آپؓ کی تبلیغی مساعی کے متعلق حضرت عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان نے 1930ء میں ایک رپورٹ میں لکھا۔

’’ لکھنؤ .... اس جماعت کی بنیاد جہاں تک دفتر ہذا کو علم ہے مرزا کبیرالدین احمد صاحب کے ہاتھ سے پڑی ہے جنھوں نے اپنے طریق پر اس جماعت کے قیام و ترقی کے لئے ابتدا میں وہ سعی کی ہے جس سے بڑھ کر سعی کرنا ان کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانی طاقت سے باہر معلوم ہوتا ہے کچھ عرصہ کے بعد مرزا کبیرالدین احمد صاحب کے تین نوجوان عزیز سید ارتضیٰ علی صاحب وارشد علی صاحب اور سیٹھ خیرالدین صاحب بھی اس کوشش میں ان کے شریک ہوگئے اور یہ سب احمدیت کی تبلیغ کا حق ادا کرتے رہے۔‘‘

(الفضل 28 جنوری 1930ء)

آپؓ کی مدلل اور علمی تبلیغ کے جواب میں مخالفین علمی جوابات سے تو عاجز تھے لہٰذا علمی جواب کی بجائے کسی شرارت یا فتنہ کی صورت میں جواب دینے کی تلاش میں تھے۔ ایک مرتبہ کسی فتنہ پرداز نے آپ کے تمام گھر کو آگ لگا دی جس کی وجہ سے گھر کا سارا قیمتی سامان جل کر خاکستر ہوگیا، اخبار الحکم نے ’’آشیانہ کبیر جلا دیا گیا۔ ذلیل دشمن کا پاجیانہ حملہ‘‘ عنوان کے تحت اس خبر کی تفصیل دی۔ (الحکم 28مئی و 7جون 1915ء)

جماعت کے کاموں کو نہایت ذمہ داری اور احسن رنگ میں سر انجام دیتے، حضرت مفتی محمد صادق ؓاپنے ایک دورۂ لکھنو کے متعلق لکھتے ہیں۔

’’مولوی کبیر الدین احمد صاحب نے تمام حساب و کتاب ایسا باقاعدہ رکھا ہوا ہے کہ جب میں ان کے دولت خانہ پر پہنچا تو وہ موجود نہ تھے۔مگر ان کے رجسٹر مجھے مل گئے جن کو بغیر ان کی موجودگی کے میں بہ آسانی تمام ملاحظہ کر سکا اور کسی بات کے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑی ۔

....مولوی کبیرالدین احمد صاحب ایک بڑے مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں ان کے مکان کا در و دیوار احمدیت کی صداقت کا اعلان کر رہا ہے اور ان کے اس دلی جوش میں اُن کے گھر کے تمام چھوٹے بڑے زن ومرد ان کے ہم رنگ ہیں، ان کے مکان کے اندر داخل ہوتے ہی مجھے اور میرے رفقاء .... کو ایسی محبت کی خوشبو آئی کہ ہم ایک سیکنڈ میں باوجود ہمارے میزبان کے اس وقت گھر میں نہ ہونے کے ایسی بے تکلفی محسوس ہوئی کہ گویا اپنے گھر میں ہیں ۔‘‘ (بدر 27 اکتوبر 1910ء)

محترم محمد عطاء الرحمن احمدی آف آسام آپؓ کے حسن خلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’میں آج اخویم کبیرالدین احمد صاحب احمدی سے مل کر اس قدر خوش ہوا کہ بیان سے باہر ہے، آپ خاص طور سے احمدیت کے رنگ میں رنگین ہیں، بڑے تپاک اور خلق سے ملے اُن کے اخلاص اور محبت کا ذکر کرنا عبث ہے۔میرے خیال میں یہی لکھنا کافی ہوگا کہ آپ ہماری جماعت کا ایک بہترین نمونہ ہیں، لکھنؤ کی انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں سرگرم ہیں اور باوجود یہ کہ اُن کی ملازمت ایسی ہے کہ مستقل طور پر ایک جگہ رہنے کو اجازت نہیں دیتی۔تاہم آپ تبلیغ اور اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ انجمن احمدیہ کا آفس بھی میں نے معائنہ کیا رسید بھی اور دیگر رجسٹرات کمال حفاظت کے ساتھ مکمل رکھے ہوئے تھے اور تمام حساب کتاب آئینہ کی طرح صاف پایا۔اُن کا نظم و نسق و انتظام واقعی قابل تعریف ہے۔سب سے بڑی صفت جو میں نے اُن میں پائی وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب موصوف اظہار عقائد اور علانیہ تبلیغ بڑی جرأت کے ساتھ کرتے ہیں اور مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔یہ اخلاقی جرأت فی الواقع قابل تقلید ہے اور میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سی باتوں میں کبیرالدین صاحب ہمارے برادران احمدیہ کے لیے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ میری یہ دعا ہے کہ خدائے ذوالجلال اُن کے مساعی جمیلہ کو بابرکت ثابت کرے اور اس اطراف میں احمدیت کو بیش از پیش پھیلانے میں اُن کو روح القدس سے تائید کرے۔ آمین ثم آمین‘‘ (بدر 3 تا 10 نومبر 1910ء)

ایک مرتبہ آپؓ نے عید الفطر والے دن نماز عید سے قبل ایک مسکین مفلس کو عید کی خوشی میں آٹے دال کی دکان کھول دی

اس پر آپؓ کے بھائی مرزا حسام الدین نے کہا کہ قبل از نماز عید یہ فعل درست نہیں، آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہنمائی کے لئے تحریر کردیا جس کے جواب میں حضورؓ نے فرمایا۔

عزیز من! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ نے بہت ہی اچھا کام کیا کہ عید کے روز ایک مفلس کی دستگیری فرمائی۔ عید سے پہلے ہی تو فطرانہ بھی دیا جاتا ہے اگر دوکان نکلوا دی تو اور بھی زیادہ ثواب کاکام کیا۔ شرعاً ایسا فعل ہرگز ممنوع نہیں۔

نورالدین۔ 13۔اکتوبر 1908ء قادیان

(بدر 27 اکتوبر 1910ء)

تقسیم ملک کے بعد آپؓ لکھنؤ(بھارت) میں ہی رہےاور 15 جنوری 1953ء کو وفات پائی اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔حضرت قاضی ظہور الدین اکمل رضی اللہ عنہ کا آپؓ کے متعلق مضمون اخبار الفضل 29 جنوری 1953ء صفحہ 6 پر شائع شدہ ہے۔

آپؓ کے والد محترم مکرم مولوی امیرالدین نے مورخہ 11جون 1920ء کو بعمر 80سال وفات پائی مرحوم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق تھے۔ (الفضل 8جولائی 1920ء)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

تبرکات

آخری عشرہ میں جماعتی دعاؤں پر خاص زور دیا جائے

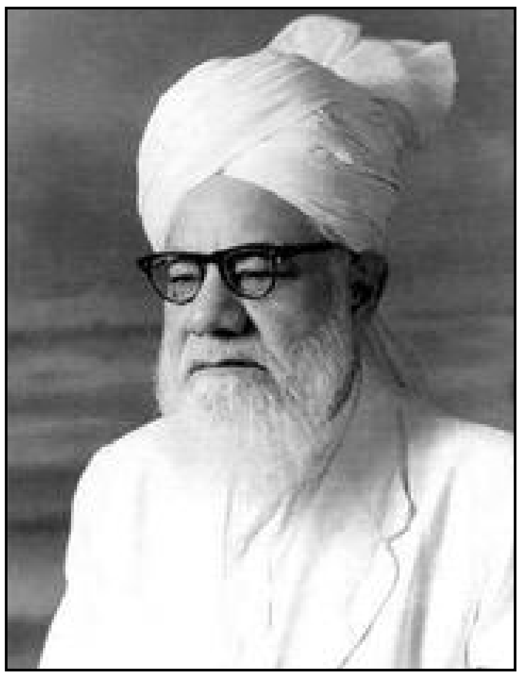

رمضان کا آخری عشرہ شروع ہے۔ یہ عشرہ رمضان کے مبارک مہینہ کا مبارک ترین حصہ ہے۔ ہمارے دوستوں کو ان ایام کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور فائدہ اٹھانے کا بہترین ذریعہ دعا ہے۔ اگر زبان پر دل سے نکلی ہوئی دعا ہو اور انسان کے جوارح خدا کے فضل و رحمت کو جذب کرنے کی اہلیت پیدا کریں تو مومن کی دعا وہ کچھ کر سکتی ہے جسے آج کی مادی دنیا تصور میں بھی نہیں لا سکتی اور اسی لئے یہ میدان صرف مومنوں کے لئے خالی ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ اپنی دعاؤں کو اپنی مادی ضروریات اور دنیوی نعمتوں کے حصول تک محدود رکھ کر اپنے آپ کو ان عظیم الشان روحانی فوائد سے محروم کر لیتے ہیں جو خداتعالیٰ نے سچے مومنوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ دنیوی ضرورتوں کے لئے دعا نہ مانگی جائے۔ ان کے لئے بھی بیشک دعا کرنی چاہئے اور ہمارے آقاصلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی کی جوتی کا تسمہ ضائع ہو جائے تو وہ بھی اسے خدا سے مانگے۔ پس دوست بے شک اپنی دنیوی اور مادی ضروریات کے لئے بھی دعائیں کریں تا ان کی طبیعت میں سکون اور شکر گزاری پیدا ہو کر مزید دعاؤں کی توفیق ملے۔ مگر جو شخص اپنی تمام دعائیں دنیوی ضرورتوں اور مادی انعاموں کے حصول کے لئے وقف کر دیتا ہے وہ میرے خیال میں سچا مومن اور خدا کے دین کا فدائی اور خادم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ ایسا شخص ایک طرح ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (یعنی ان کی تمام کوشش دنیا کی باتوں میں ہی وقف رہتی ہے) کے وعید کے نیچے آتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ایک شخص خدا کا منکر ہو کر دنیا میں غرق رہتا ہے اور دوسرا خدا کو مان کر اور دعاؤں کی قبولیت کا قائل ہو کر اپنی توجہ عملاً دنیا کی نعمتوں تک محدود رکھتا ہے۔ پس اگر غور کیا جائے تو ایک لحاظ سے مؤخر الذکر شخص زیادہ زیر ملامت ہے کہ آنکھوں میں بینائی رکھتے ہوئے اس سے کام نہیں لیتا۔

لہٰذا دوستوں کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں دینی اور روحانی برکات کے حصول کو مقدم رکھنا چاہئے۔ بے شک وہ خدا سے دنیا کی نعمتیں بھی مانگیں کیونکہ دنیا کی ضرورتیں بھی خدا ہی کی پیدا کردہ ہیں۔ اور وہی انہیں پورا کرنے والا ہے مگر مقدم دینی اور جماعتی ضرورتوں کو کرنا چاہئے۔ اور چونکہ آج کل ہماری جماعت خاص حالات میں سے گزر رہی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس رمضان کے آخری عشرہ کو دوست خاص طور پر دینی اور جماعتی دعاؤں میں گزاریں گے۔ اور انہیں اپنی انفرادی اور دنیوی دعاؤں پر مقدم کریں گے۔

آخری عشرہ کی طاق راتیں خصوصیت سے زیادہ بابرکت ہوتی ہیں۔ اور انہی طاق راتوں میں سے ایک لیلۃ القدر بھی ہے۔ جس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے کہ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍتَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ(القدر:4-6) پس جو وسیع اور بابرکت نہر خدا نے جاری کی ہے۔ جس کا میسر آ جانا گویا عام حالات میں انسان کی عمر بھر کی برکتوں سے بھی بہتر ہوتا ہے۔ اُس کی قدر کر کے جماعتی مشکلات کے دور ہونے اور خدائی نعمتوں اور برکتوں کے نزول کے لئے دست بدعا رہیں۔ اگر جماعت مشکلات اور تکالیف اور ابتلاؤں کے بھنور میں پھنسی رہی تو زید یا بکر کو مال اور نوکری اور اولاد اور صحت اور عزت کے مل جانے سے جماعت کو کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر جماعت کو وہ کامیابی اور ترقی اور سرفرازی مل گئی جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے اور اگر اس کے ہاتھ سے اسلام کی وہ خدمت سرانجام پا گئی ہے جو اس کے لئے خدا کے فضل سے مقدر ہے۔ تو زید یا بکر کی انفرادی ضرورتوں کے حصول کا رستہ بھی خودبخود کھل جائے گا۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ اس عشرہ میں نہ صرف دعاؤں پر خاص زور دیں بلکہ جماعتی دعاؤں کو مقدم کریں۔ کہ اسی میں ہماری ساری ترقی اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

(محررہ 3جون 1953ء)

(روزنامہ المصلح 9 جون 1953ء)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ’’مریم شادی فنڈ‘‘ ہے۔ مورخہ 28فروری2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

’’اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔‘‘

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق ، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

محمد عمر تماپوری۔ انڈیا

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد گلشن احمد کا درخشندہ وجود

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد جنہیں آج بھی مرحوم لکھتے ہوئے قلم رُک جاتا ہے اور دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔ایسے وجود دنیا میں بار بار نہیں آتے جن کے چلے جانے سے دُنیا میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔آپ بڑے نیک رحم دل انسان تھے غریبوں اور کمزوروں کے لئے آپ کے دِل میں ایک خاص جگہ تھی۔آپ پُر وقار اور پُر خلوص شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا معاشرہ پر،ارد گرد ماحول پر اس قدر رُعب و دبدبہ اور ادب و احترام تھا کسی کی مجال نہیں تھی کہ کوئی کسی پر زیادتی کرے ۔ لیکن کبھی بھی آپ نے کسی کی بے جا حمایت نہیں کی۔ آپ دیکھتے تھے اس پر زیادتی ہوئی ہے اور اس کا حق مارا گیا ہے ۔ اس کی مدد ہونی چاہئے پھر آپ حضرت ابو بکرؓ کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے کہ ’’تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اس کا حق نہ دلوادوں اور تمہارا قوی شخص میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ اس کے ذمہ جو حق ہے وہ اس سے لے نہ لوں ‘‘۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نظارتِ خدمت درویشان قادیان کے اہم منصب کی ذمہ داری آپ کے نازک کندھوں پر ڈالی ۔ آپ کو ناظر خدمتِ درویشان مقرر فرمایا (قبل ازیں اس جلیل القدر عہدہ پر قمر الانبیا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اور حضرت میر داؤد احمد مرحوم جیسی شخصیات مقرر تھیں) آپ کا درویشانِ قادیان کے ساتھ انتہائی والہانہ اور محبانہ سلوک رہا آج کوئی درویش حیات نہیں (تین سو تیرا میں الا ماشاءاللہ) جو آپ پر آنسو بہائے ۔ آپ سے وابستہ یادوں کی جُگالی کرے ۔اور آپ کے احسانوں کو یاد کر کے روئے لیکن محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد! درویشانِ قادیان کی روحیں یقینی طور پر جنت میں اپنے ہاتھوں میں پھولوں کی مالائیں لئے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے ہوئے منتظر ہی ہوں گی ۔ آپ درویشانِ قادیان کے لئے ایک شفیق باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جس اعتماد اور اُمید پر آپ کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا تھا آپ اُس پر کھرے اُترے ہم تابعین گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اس کا حق ادا کیا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے بھی اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بہت اچھے پیرائے میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ بُزرگانِ قادیان اور درویشانِ قادیان کا احترام اور عزت آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کے نصیحت کرنے کا انداز اس قدر پیارا اور نرالا تھا کہ ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا ۔ آپ اعلیٰ عہدہ پر تھے اہل قادیان کیلئے ہائی کمان کی حیثیت رکھتے تھے ۔ ہماری غلطیوں، کمزوریوں پر مواخذا اور گرفت کر سکتے تھے ۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا ۔ اس لئے کہ آپ ’’ابنائے فارس ‘‘میں سے تھے جن کو یہ زیب نہیں دیتا۔

خاکسار مولوی فاضل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی چنڈیگڑھ سے دیا تھا۔ رزلٹ آیا تو ایک پرچہ میں فیل قرار دیا گیا ۔ مجھے بہت دُکھ ہوا۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا خورشید احمد کو ربوہ لکھا اور ساتھ ہی مارکس شیٹ کی نقل بھی بھیج دی ۔ آپ نے ربوہ سے تحریر فرمایا ... ’’باقی تمام پرچوں میں آپ کے نمبر بہت اچھے ہیں اس پرچہ کی آپ دوبارہ جانچ کروائیں۔‘‘ آپ کی ہدایت پر اس پرچہ کی دوبارہ جانچ کروائی گئی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ کی رہنمائی و دعا سے یونیورسٹی نے اس پرچہ میں بھی پاس قرار دیا۔ الحمد للہ۔

خاکسار سے آپ کا تعارف غائبانہ تھا ۔ہر مبلغ کی ماہانہ تبلیغی و تربیتی کارگُزاری کی رپورٹ کا خلاصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں آپ کی معرفت پیش ہوا کرتا تھا ۔ آپ ہر مربی کو ہمیشہ پیار بھرے انداز سے نصیحت فرماتے ۔اپنی ذمہ داریوں کو وفا کے ساتھ ادا کرنے کی تلقین کرتے۔ تبلیغی، تربیتی اور انتظامی اُمور میں مفید مشوروں سے رہنمائی فر ماتے اور توجہ دلاتے کہ خلیفہ وقت کی اعلیٰ توقعات کے مطابق اپنی ذمہّ داریوں کو بجا لائیں۔ مرکزی مبلغ اور سلسلہ کا ادنیٰ خادم ہونے کے ناطہ آپ سے ذاتی تعلق ہو گیا تھا۔جب کسی چیز کا مطالبہ کرتا،سلسلہ کی اہم کتب، گرم کوٹ، ٹوپی وغیرہ تو آپ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد مرحوم ناظراعلیٰ قادیان کی معرفت خاکسار کو بھیج دیتے ۔ اسی نسبت سے آپ سے ذاتی طور پر بھی ملاقات کرنے کی خواہش دل میں پنپتی رہی ۔ پاکستان سے روحانی رشتہ تو تھا لیکن جسمانی رشتہ تو کوئی نہیں تھا ۔ توکل علی اللہ پاکستان کا ویزہ حاصل کرنے کے لئے فارم بھرا۔ اِن دنوں حصولِ ویزہ کے لئے لازمی تھا کہ اہل پاکستان میں سے کوئی دو معزز آدمی ضمانت دیں ۔ ویزہ فارم میں میں نے ایک نام محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد کا تحریر کیا اور دوسرا نام مکرم مختار احمد ہاشمی مرحوم جو آپ ہی کی نظارت میں بطور معاون ناظر کے کام کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ پاکستان کا ویزہ بڑی آسانی سے لگ گیا ۔ خاکسار جنوبی ہند بھارت سے ربوہ پاکستان پہنچ گیا ۔ آپ نے ضیافت کو مناسب قیام وبعام کے لئے تحریری ہدایت فرمائی ۔ دورانِ قیام ربوہ خاکسار کو آپ نے ایک خدمت کا موقعہ بھی فراہم کیا آپ نے اپنے دو بیٹوں (ایک کا نام ثمر احمد دوسرے کا نام بھول رہا ہوں)کی دینی تعلیم کے لئے اپنے دفتر میں ہی ڈیوٹی لگا دی ۔ روزانہ ہی دفتر میں حاضری ہوتی اور آپ سے ملاقات بھی ہوتی ۔ خاکسار کو آپ نے معمولی خدمت کا معقول معاوضہ ذاتی طور پر اپنے جیب سے عطا فر مایا ۔خاکسار تو یقینی طور پر اس قابل نہیں تھا اور نہ اہل تھا کہ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نو نہالوں کو تعلیم دوں ۔لیکن آپ کی ذرہ نوازی کہ در پردہ آپ نے خاکسار کی مدد کرنے کا ایک بہانہ ڈھونڈ نکالا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میرے لئے سب سے اہم اور بڑی خواہش یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثا لثؒ سے ملاقات،شرفِ مصافحہ و معانقہ کا حصول جو ان دنوں حالات کے پیش نظر تقریباًمشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ان دنوں اسلام آباد میں قیام فرما تھے۔ خاکسار کو بخوبی اندازہ تھا کہ ایسی خواہش ہے کہ بظاہر اس کا پورا ہونا محال ہے۔

خاکسار ایک دن دفتر میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد سے دبے الفاظ میں عرض کیا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ۔ آپ نے کچھ لمحہ کے لئے توقف فرمایا سوچا ہوگا کہ حضورؒ پُر نور کا ایک خادم دل میں تڑپ اور آرزو لئے جنوبی ہند بھارت سے سرحد پار کر کے نہ جانے کن کن دشوار گزار گھاٹیوں اور خاردار جھاڑیوں کو پار کر کے ربوہ پاکستان آیا ہے اس کے لئے یہ سانحہ کس قدر جان لیوا اور تکلیف دہ ہوگا کہ وہ اپنی جان سے پیارے آ قا سے ملے بغیر واپس چلا جائے ۔ آپ نے فرمایا ’’ آپ دعا کریں کوئی صورت نکل آئے گی انشاء اللہ‘‘... دل یقین سے بھر گیا چند ہی دنوں بعد حضور اقدس ربوہ تشریف لائے ۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی خصوصی اور ذاتی دلچپسی کے طفیل حضور پُر نور کا نہ صرف دیدار نصیب ہوا بلکہ شرفِ مُصافحہ، و مُعانقہ بھی نصیب ہوا اور بہت دیر حضورؒ سے باتیں ہوتی رہیں ۔ گھنٹیوں پر گھنٹیاں بجتی رہیں لیکن باتوں کا سلسلہ جاری رہا ۔ حضورؒ نے درویشانِ قادیان کے بارے میں اور بعض بزرگان کے بارے میں استفسار فر مایا ۔ پھر تیما پور میں مولانا عبداللہ صاحب تیماپوری جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان کے خاندان اور ان کی جماعت کے بارے میں بھی دریافت فر مایا ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک یادگار ملاقات رہی ۔ الحمد للہ

وَ ما ذکرت جمیلاً مِن ذالك -----

اور میں جب آپ کے احسانوں کو یاد کرتا ہوں تو رو پڑتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ محترم حضرت مرزا خورشید احمد کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے انہیں اعلیٰ علیین میں اپنے قرب کے ہر آن بڑھتے رہنے والے مقامات عطا فر مائے اور آپ کی خوبیوں کو اپنانے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فر مائے ۔آ مین

قطعہ

لوٹا ہے پھر سے زندگی میں جو یہ ماہِ رمضان
آیا ہے رضا سے تیری بڑھانے ہمارا یہ ایمان
اے خُدا بن جا تو خُود ہی ہمارا آسرا اور آسمان
تیری ہی عطائیں بانٹنے آیا ہے یہ ماہِ مہمان

طاہر احمد

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم شبیر احمد ثاقب لکھتے ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن ماشاء اللہ آپ کی ادارت میں روز بروز ترقی کی نئی منازل طے کر رہا ہے۔ بہت مفید، دلچسپ، علمی و روحانی مضامین نے الفضل کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ رمضان پر بہت معیاری مضامین آپ نے دیئے ہیں اور اب ’’بدر نمبر‘‘ 17 رمضان کے حوالے سے خوبصورت، معیاری مضامین پر مشتمل اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کے تناظر میں بہت برمحل اور انتہائی مفید ہے۔ ’’قرطینہ‘‘ پر مولانا ابو العطاء رحمہ اللہ کا مضمون بہت منفرد اور ایمان افروز تھا۔ غرض کس کس کا ذکر کیا جائے آپ ہر روز ایک خوبصورت خوشنما دلآویز پھولوں کا گلدستہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

فجزاکم اللہ أحسن الجزاء اَللّٰھم زد فزد

تہنیہ مبارک

دروازے کی حقیقت

ایک زمانہ تھا دروازے کا تصور نہ تھا کمروں میں صرف اتنا دروازہ ہوتا تھا کہ پردہ لٹکایا جا سکتا تھا۔ اور ایسے میں جب کوئی مہمان آتا تو دور سے ہی دکھائی دیتاتھا تو گھر والے پہلے ہی چارپائی بچھا دیتے اور کہتے کہ فلاں مہمان آرہا ہے چارپائی پر چادر ڈال دو۔ اس دورمیں نہ کوئی چوری ہوتی نہ چکاری۔ صرف آنکھوں کا پردہ تھا اورحیا کا ۔ گلیوں میں چارپائیاں بچھی ہوتی تھی۔ محلے کے بابے حقے پی رہے ہوتے تھے۔ اور پُرانے بزرگوں کے واقعات بیان کر رہے ہوتے تھے ۔ قیمتی دروازے نہیں ہوتے تھے مگرلوگوں کی قدر و قیمت بہت تھی۔ دروازوں کا یہ بھی رواج تھا اور ہے کہ شادیوں میں،جلسوں میں بڑے بڑے گیٹ بنائے جانے لگے اور آنے والوں مہمانوں کو خوش آمدید کہا جانے لگا۔طلوع اسلام کے زمانے میں مکہ و مدینہ کے گھروں کے موجودہ زمانے کی طرح کے لکڑی کے بنے ہوئے دروازے نہیں تھے اور لوگ گھروں کو اغیار کی نظروں سے بچانے کے لئے پردے لگایا کرتے تھے۔آج مسجد الحرام کے دروازوں کی کل تعداد 176 ہے جو تمام کے تمام عمدہ لکڑی سے تیار کیے گئے ہیں جبکہ ان پر پیتل کی پرت چڑھی ہوئی ہے۔ مسجد الحرام اسلامی دنیا کی عظیم الشان مسجد ہے جس کا گیٹ نمبر 100 دنیا میں سب سے بڑا دروازہ ہے۔بادشاہ اپنے شہروں کو دشمنوں سے بچانے کے لئے شہروں کے دروازے بناتے تھے تا کہ جو بھی شہر میں داخل ہو اس کی پہچان ہو۔ آج بھی بڑے بڑے شہروں میں جیسے لاہور ، ملتان، فیصل آباد ، سرگودھا وغیرہ میں شہر کے دروازوں کے نام مشہور ہیں ۔ اندرونِ لاہور جسے پُرانا لاہور بھی کہا جاتا ہے، میں مغلیہ دورِ حکومت کے دوران دشمن کے حملوں سے بچاؤ کے لیے فصیل یا دیوار تعمیر کی گئی تھی جس میں بارہ دورازے بنائے گئے تھے۔ برطانوی عہد میں لاہور کے کئی دروازوں کو دوبارہ تعمیر کیا گیا، تاہم لوہاری واحد دروازہ تھا۔ جو اپنی اصل شکل میں برقرار رہا۔مغلیہ دور میں بعض دروازوں کے نام صوفی بزرگوں کے نام پر رکھے گئے۔ پاکپتن میں بابا فرید گنج شکر کے مزار پر ’’باب الجنۃ‘‘ کے نام سے جو دروازہ ہے جسے عوام الناس ’’بہشتی دروازہ‘‘ کہتے ہیں ۔ عرس کے موقع پر ہزاروں لوگ اس دروازے سے گزرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ گویا انہوں نے جنت کا دروازہ عبور کر لیا ہے۔مگر اب گھروں میں چاردیواری کے علاوہ کمروں میں بہت مہنگے مہنگے دروازے لگائے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک کمرے میں تین تین ،چار چار دروازے ہوتے تھے اورجب کوئی مہمان آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ تمہارا مہمان ہےتو میرا دروازہ بند کر دو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دروازے تو بہت قیمتی بن رہے ہیں مگرلوگوں کی قدر و قیمت کم ہو رہی ہے۔ ہمارے ہاں روزمرہ محاوروں میں دروازوں کا استعمال بہت ہو رہا ہے ۔ جیسے چور دروازے،امن کے دروازے،کرکٹ کے دروازے بند ہو گئے۔ ملکوں کے دروازے،رزق کے دروازے،یورپ کے دروازے،تاریخی دروازے،آسمان کے دروازے،ضرورت مندوں کے لئے دروازے بند ہو گئے، داخلی دروازے ،خارجی دروازےاورروزگار کے دروازے بند ہو گئے۔ وغیرہ

اب صرف دروازے اتنی قسموں کے بننا شروع ہو گئے ہیں کہ ان کا شمار کرنا نا ممکن ہے۔ پہلے ٹین چادر کے دروازے تھے ۔ پھر عام لکڑی کے بننا شروع ہوئے پھر قیمتی لکڑے کے بنانا شروع کئے گئے اور ان پر نقش و نگار بننے لگے۔

پھر سٹیل کے دروازے بننا شروع ہوئے اور آجکل شیشہ کے دروازے اور سٹین لیس سٹیل کے دروازے تک بن رہے ہیں ۔

ایلومینیم کے دروازے۔ یہ بھی اچھے اور پائیدار مانے جاتے ہیں ۔

الیکٹرک دروازے۔ یہ دروازے بجلی سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں ۔ دور بیٹھا بندہ دور سے ہی اسے کھول سکتا ہے۔

سلائڈنگ دروازے۔ یہ دروازے بھی صرف ایک سائید سے کھلتے ہیں اس کے زیادہ پلے نہیں ہوتے ۔ یہ شیشے اور ایلومینیم میں پائے جاتے ہیں ۔

سیکیورٹی دروازے کا مکمل نام ’’انسداد چوری سیکورٹی دروازے‘‘ کہا جاتا ہے۔سیکیورٹی دروازے مختلف مواد سے بنا سکتے ہیں، لیکن صرف دروازہ جو معیاری امتحان سے ملتا ہے اور سیکورٹی کی مصنوعات کے لئے پروڈکشن پرمٹ حاصل کرتا ہے اس کو سیکورٹی دروازے کہا جا سکتا ہے۔

دھاتی دروازوں کے لئے امریکہ کی مارکیٹ بہت مقبول ہیں ۔ یہ رنگین ہو سکتے ہیں اور اچھے معیار قائم رکھ سکتے ہیں ۔ امریکہ SDI معیار سے مشابہ ہے۔اگر آپ اعلیٰ معیار کے سٹیل آگ دروازے کو ترجیح دیتے ہیں، یہ آپ کے لئے بہترین چوائس ہے۔

اینٹی چوری دروازہ۔جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ، وہ دروازے ہیں جو چوروں کو داخلے سے روکتے ہیں اور کسی بھی طرح کی چھیڑچھاڑ اور تباہی کے خلاف محفوظ اور قابل اعتماد ہیں ، جو قابل ذکر ہے۔ ترکمانستان میں ایک جگہ ایسی بھی ہے جسے جہنم کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ تاریخ میں پہلی بار کسی انسان نے اس کے اندر قدم رکھا ہے۔230 فٹ چوڑا یہ گڑھا ترکمانستان کے ایک گاؤں درویز میں واقع ہے جس کو مقامی افراد ’جہنم کا دروازہ‘ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں سے نکلنے والے شعلے سرد ہونے کا نام نہیں لیتے۔ادیس ابابا (نیوز ڈیسک) یوں تو ہر آتش فشاں ہی تباہی اور خوف کی علامت ہوتا ہے لیکن افریقی ممالک ایتھوپیا اور اریٹیریا کی سرحد پر ایک ایسا طاقتور آتش فشاں سرگرم ہے کہ جسے سائنسدان ’’جہنم کا دروازہ‘‘ کہتے ہیں ۔وہ دروازہ جسے زنجیروں سے باندھ کر سخت ترین سزا سنائی گئی،180 سال سے بندھے اس پاکستانی دروازے نے یہ جرم کیا تھا کہ دشمنوں کو اندر آنے دیا تھا۔جو پاکستان کے صوبہ کے پی کے کے مشہور شہر شبقدر کے قلعہ میں ایک دروازہ کو سنائی گئی تھی۔پشاور سے پچیس کلومیٹر دور پتھروں سے بنے اس قلعہ کا یہ انہونا واقعہ ایک گہرے پس منظر کا گواہ ہے۔جس زمانے میں ٹی وی نیا نیا آیا تھا اور بہت کم تھے لوگ اپنے گھروں کے دروازے کھول کر رکھتے تھے کہ پڑوسی آکر ڈرامہ وغیر دیکھیں گے ۔اب سب کچھ بدل گیا۔ہم قدیم سے جدید ہوگئے۔

مگر کیا ہے ۔ اتنے مہنگے اور مضبوط دروازےہے کس مقصد کے لئے۔کیا پردہ کے لئے ۔ کیا چوروں کو روکنے کے لئے،کیا پردہ ہو گیا ، کیاحیا بڑھ گئی ، چوریاں رک گئیں ڈاکے ختم ہو گئے۔ یا یہ سب کچھ بڑھ گیا اور بڑھ رہا ہے ۔ قرآن میں 8 جنت کے ابواب کا ذکر ہے ، اور 7 جہنم کے ابواب ہیں ، ان کے نام اور تفسیر احادیث مبارکہ سے ملتی ہے۔ لیکن پاکستان میں اس قوم کے لئے جنت کا نوواں دروازہ بھی ہے۔ اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس دروازے کا پوری ملتِ اسلامیہ کو علم ہے۔لیکن یہ خاص پاکستانیوں کے لئے ہے ، جس پر لکھا ہے ’’بہشتی دروازہ‘‘ جو اس میں سے گزر گیا وہ جنت میں گیا۔مگر آج کرونا کی وجہ سے مسجدیں بند ہو گئیں ہیں مزار بند ہو گئے ہیں ہمارے لئے تو مقامی طور جنت کے دروازے ہی بند نظر آتے ہیں۔ ہم شاید اسی فہم میں تھے کہ جہاں ہم بہشتی دروازہ سے آسانی سے گزر سکتے ہیں وہاں دوزخ کے دروازے تو کوئی مشکل نہیں۔

اب یہی دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یوم حساب والے دوزخ کے دروازوں سے بچائے اور اپنی جناب سے ہمارے لئے جنت کے دروازے کھولے ۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر رحم کرے ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے حقیقی جنت کے دروازوں سے گذرنے کی توفیق دے۔آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ بلقیس اختر۔برطانیہ سے لکھتی ہیں۔

بہت معلوماتی،دلچسپ الفضل ملنے سے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ تمام کو بے حساب جزادے۔آمین

مکرم سدرۃالمنتہیٰ۔کینیڈا لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی ٹیم کیلئے بہت سی دعائیں اور جزاک اللہ۔اس رسالہ میں علمی مضامین کو پڑھنے اور ان پر تحقیق کرنے پر مجبور کردیا ہےاور مسیح دوراں اور خلیفۂ وقت سے جڑے تمام روحانی مائدہ کی اشاعت کا بھی ایک خوبصورت سلسلہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ماشاءاللہ

مکرم مظفراحمد شہزاد لکھتے ہیں۔

میرے پسندیدہ اخبار ’’الفضل‘‘ کی آن لائن دستیابی نعمتِ مترقبہ سے کم نہیں۔خلافت کی برکت سےہماری روحانی سیرگی کا مزید سامان ہوگیا۔

مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں۔

خاکسار اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرتاہے کہ اس نے ہمیں روزنامہ الفضل آن لائن پڑھنے کی توفیق دی ہے جس میں تمام تحریرات ہمارے لئے باعث رحمت ہیں خاص طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام الزماں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کے ارشادات اور دیگر مضامین سے یہ مزین ہے اور ہم گھر بیٹھے اس نعمت سے فیض یاب ہوتے ہیں جیسا کہ رمضان المبارک اور عہد وفا طہارت پاک دامنی نماز تہجد کا طریق عبادات مالی اور عبادات،بدنی رمضان اور نماز باجماعت اور دوسرے مضامین شامل ہیں ۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سندھ کے صحابہ کا ذکر قارئین الفضل ہو جائے تو کیا ہی بہتر ہو۔ تمام براعظموں میں مشن ہاؤسز کے بارہ میں ابتدا سے لے کر آج تک کی مکمل انفارمیشن پر قلم اٹھائے جانے کی استدعا ہےاور پہلے یورپ سے شروع کیا جائے تا کہ تم احباب جماعت اس سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور بھی کئی تجاویز ہیں جو دی جا سکتی ہیں اور ان شاءاللہ دیں گے۔خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی تائید سے نوازتا رہے۔آمین۔اے خدا !

ہماری الفضل تاقیامت چھپتی رہے
یہ سب کو رُشد و ہدایت دیتی رہے
روح ہماری پہ اثر یوں ہی کرتی رہے
بھٹی کے من کو یہ بھاتی رہے

(نوٹ:آپ خود بھی نثر میں قلم اٹھائیں۔ایڈیٹر)

اقوال زریں

☆ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ایک لمحے کیلئےاس کے نتائج کے بارہ میں سوچو پھراسے کرو۔

☆ اپنی ضروریات کیلئے پیسہ کمانااچھی بات ہے لیکن دولت کا بھوکا ہونا غلط ہے۔

☆ گناہ کے بارہ میں سوچناانسان کوگناہ کی طرف لے جاتاہے۔

☆ اگرہرکام کے ساتھ مخلص رہاجائےتوخیالات،گفتگو اور اعمال پُراعتماد رہتے ہیں۔

☆ محبت بھرےالفاظ،سچائی اورمیٹھے لہجے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

☆ نیکیاں انسان کواللہ کےقریب لاتی ہیں جیسے برائیاں انسان کوخدا سے دورلے جاتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد وقار ظفر۔ امریکہ

قسط نمبر۔1

موٹاپا، Obesity دورِ حاضر کا ایک خطرناک چیلنج

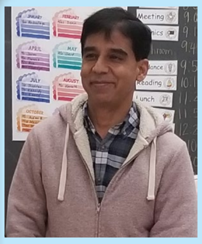

غذا کے لحاظ سے ہماری یہ دُنیا دو انتہاؤں میں تقسیم نظرآتی ہے۔ ایک طرف آبادی کی اکثریت غربت کی وجہ سے ناکافی اور غیر صحت مندخوراک کے سبب کمزوری صحت اور مختلف بیماریوں سے دُکھی ہے تو دوسری طرف امیر وں کی اکثریت زیادہ غذا کھانے کے سبب موٹاپے اور اس سے پیدا شُدہ مختلف عوارض سے پریشان حال ہے۔غرباء کو لاحق امراض کے لئے درکار بنیادی ادویات تک میسر نہیں ہو پاتیں جبکہ امیر طبقہ اکثر و بیشترغیر ضروری طور پہ ادویات استعمال کر رہا ہوتاہے۔ گذشتہ کچھ سالوں سے موٹاپے کو پوری دُنیا بالخصوص ترقی یافتہ ممالک میں ایک بڑے چیلنج کے طور پہ لیا جانے لگا ہے کیونکہ اس وجہ سے ملکی معیشت بری طرح متاثرہوتی ہے۔ موٹاپے میں مبتلا لوگ حکومت پہ خاصا بڑا مالی بوجھ بنتے ہیں۔ ایسے لوگ بیشتر صورتوں میں غریب اور متوسط طبقہ سے ہوتے ہیں جو میڈیکل اور دیگر اخراجات کے لئے حکومت پہ انحصار کر رہے ہوتے ہیں۔ چونکہ موٹاپے میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا طبّی عملہ اور ہسپتالوں میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے جس کے لئے بیش بہاءمالی وسائل درکار ہوتے ہیں۔تصویر کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ امیر اور متوسط طبقہ کے موٹاپے میں مبتلا کئی افراد(بالخصوص خواتین) دُبلا پتلا اور دلکش(slim smart & attractive) ہونے کے جنون میں گرفتار ہوکر مضر صحت دواؤں کے ذریعے اپنا وزن کم کرنے کی کوشش میں جُت جاتے ہیں، ایسے لوگ لاعلمی میں اپنی صحت کا بیڑا مزید غرق کرنے کے درپے ہو تے ہیں۔اگرچہ کسی چیز کے ضائع ہونے کو نقصان سمجھا جاتا ہے مگر وزن میں کمی کو کمال فخرسے بتایا جاتا ہے کہ میں نے اتنے پونڈ یااتنے کلوگرام ضائع (lose)کر لئے ہیں۔ایسے لوگ اپنی خوراک میں کمی اور ورزش سے نہ صرف موٹاپے سے متعلقہ مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ کی گئی بچت سے فاقوں کے شکار غربا کی بھوک مٹانے کے جہاد میں بھی خاطر خواہ حصہ لے سکتے ہیں جس سے دونوں طبقوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ایک حالیہ تحقیق کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال تقریباً ایک لاکھ سے زائد افرادزیادہ اور غیر صحت مند غذا کھانے کے سبب موٹاپے کی وجہ سے موت کے منہ میں جارہے ہیں اورایک تہائی سے زائد امریکی موٹاپے کا شکارہیں۔دینِ فطرت اسلام کی تعلیمات جو زندگی کے ہر شعبہ میں درپیش تمام مسائل کے بہترین عملی حل پیش کرتی ہیں موٹاپے کے ضمن میں بھی بہترین لائحہ عمل مہیا کرتی ہیں کہ غرباءاور حاجت مندوں کے لئے محبت و ایثار پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے کم خوری ، کھانے میں سادگی اور فعّال طرزِ زندگی اختیارکیا جائے۔

موٹاپا کیا ہے؟

غذا سے جسم کو توانائی ملتی ہے جبکہ روز مرہ معمولات پہ جسم توانائی صرف کرتا ہے۔ اگر غذا سے حاصل شدہ توانائی خرچ کی جانے والی توانائی سے غیر مناسب حد تک زائد رہے تو اس کے اثرات موٹاپے کی صورت میں بچوں میں گول مٹول جسم ،پھولے ہوئے گالوں، نوجوانوں میں موٹی رانوں ، بڑھے ہوئے پیٹ ، درمیانی عمر یعنی چالیس سال سے کچھ اوپر کے افراد میں بڑھے ہوئے پیٹ اور 60 سے اوپر یعنی بڑھاپے میں بڑھے ہوئے پیٹ کے علاوہ ڈھیلی لٹکتی جلد کی صورت میں ظاہرہوتے ہیں۔ بعض ایسے بیچارے لوگوں کا پیٹ زیادہ ہوا بھرے غبارے کی طرح پھولا ہوتا ہے اور یہ موٹاپا اُن کے لئے وبالِ جان بن چکا ہوتا ہے۔ طبّی اصطلاح میں صحت مند معیار سے زیادہ وزن موٹاپا کہلاتا ہے۔

جسامت وزن کااشاریہ(bodymassindex--BMI)

صحت مند معیار سے زیادہ وزن جانچنے کے لئے BMI پیمانہ استعمال کیا جاتا ہے۔کلو گرام میں جسم کے وزن کوجسم کی میٹرز میں لمبائی کے مربعے پہ تقسیم کیا جاتا ہے یعنی weight in kg/height in m2۔پونڈ میں وزن اور فٹ میں لمبائی سے بھی BMI معلوم کیاجاسکتا ہے۔جسم کا وزن پونڈوں میں اور لمبائی فٹوں میں شمار کرتے ہوئے قارئین کی سہولت کیلئے BMI کو ایک ٹیبل کی شکل میں دیا جارہا ہے۔ماہرین کے مطابق 18 سے کم BMIکو نارمل سے کم (غیر صحت مند کم وزن) جبکہ 18 - 25 کے درمیان BMIکو نارمل وزن شمار کیا جاتا ہے۔25 سے زیادہ BMIکو زیادہ وزن(over weight) اور 30سے زیادہ کو موٹاپا(obesity) شمار کیا جاتا ہے۔جسم کی بناوٹ(shape)کی بناءپہ بھی ایک تقسیم کی جاتی ہے۔

1: بھاری بھرکم ،گول مٹول، پیٹ اور کولہے چربی سے بھرے جسم کو endomorph کہا جاتا ہے۔

2: مضبوط اور نمایاں پٹھوں والے کسرتی جسم کو mesomorph کہا جاتا ہے ۔

3: پتلی جسامت اور جسم پہ زائد چربی نہ ہونے والے جسم کو ectomorphکہا جاتا ہے۔ غریب ملکوں کی اکثریت کے جسم بوجہ غذائی قلّت کے تیسری قسم کے ہوتے ہیں، کھلاڑیوں، باڈی بلڈرز اور اچھی غذا کیساتھ جسمانی مشقت کرنے والوں کے جسم دوسری قسم جبکہ بسیار خور مگرورزش سے پہلو تہی کرنے والوں کے جسم پہلی قسم کے ہوتے ہیں، پہلی قسم کو دو ذیلی قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

سیب اور ناشپاتی جیسی جسامت

(apple-shaped & pear-shaped body)

کمر کے سائز کو کولہوں کے سائز پہ تقسیم کرتے ہیں۔ (waist size/hip size) مردوں کے لئے0.9 اور عورتوں کیلئے 0.8 یا کم تناسب ناشپاتی جبکہ اس سے زیادہ سیب جیسی شکل گردانا جاتا ہے، ریسرچ کے مطابق سیب جیسی جسامت والوں کو ناشپاتی سے مشابہہ کی نسبت مختلف انواع و اقسام کی بیماریاں لاحق ہونے کا احتمال کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔

موٹاپے کی چند اہم وجوہات

1:بسیار خوری(پیٹو پن)

اکثر و بیشترخوب پیٹ بھر کر کھانے کی عادت موٹاپے کی اصل اور بنیادی وجہ ہوا کرتی ہے۔ بچوں کووالدین کی کم علمی اور سستی سے بچپن میں یہ عادت پڑ جائے تو چھٹکارا مشکل ہوجاتا ہے۔بچپن کے علاوہ جوانی اور بڑھاپے میں بھی اس خطرناک عادت میں مبتلا ہونے کا احتمال رہتا ہے لہٰذاشیرخواری سے بڑھاپے تک ہمیشہ اس پہلو سے محتاط رہنا چاہئیے ۔ صحت مندبچوں کی پیدائش کے لئے عورت مرد کاموٹاپے سے بچنا بھی ضروری ہے۔بسیار خوری کی ایک قسم جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ پیٹ ٹھونس کر بھرنا ہے جبکہ دوسری قسم تقریباً ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے رہنے کی عادت ہے جس میں باقاعدہ کھانے کے علاوہ گاہے بگاہے کافی، چائے، بسکٹ، کیک، چپس، آئس کریم، سوڈا، جوس وغیرہ سے شوق فرماتے رہنایاٹافیاں وغیرہ کھاتے رہنا شامل ہے۔اسلام بسیار خوری کی مذمت کرتا ہے ۔اپنے سامنے موجود خوراک کو کھاتے جانا حتیٰ کہ ختم ہوجائے جانوروں کی صفت ہے جیسا کہ قرآنِ کریم کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں۔وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَتَمَتَّعُوۡنَ وَیَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ (محمد:13) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا عارضی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے مویشی کھاتے ہیں۔

2 :زبان کاچسکا یا بطورِفیشن کھانا

لذیذفاسٹ فوڈز کھانوں کا موٹاپے میں بہت عمل دخل ہے۔ اِن غذاؤں کا تواتر سے استعمال بوجہ ان میں موجودمضر اجزأکے موٹاپے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ ایسیجنک فوڈز جیسے برگر' پیزا' چپس، فرنچ فرائیز ، کافی، ٹِم بٹس،مٹھائیوں سموسوں، پکوڑوں،ٹھنڈے پیک شدہ مشروب، پراسسڈ اشیاءاور سوڈا وغیرہ (tin-packed items)کا استعمال بوجہ ان کی لذّت کے، زبان کے چسکے، بطورِ فیشن یا عادتاًبہت زیادہ کیا جاتا ہے۔یہ چیزیں بآسانی میسر آ جاتی ہیں۔ اسی طرح بیکری کی اشیا بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔ ان جملہ اشیا میں کیلوریزاور نمک، چینی کی مقدارخطرناک حد تک زیادہ ہوتی ہے جبکہ مفید نمکیات اور وٹامنز نہ ہونے کے برابر۔کئی فاسٹ فوڈ سنٹرز میں کام کرنے والوں بتاتے ہیں کہ وہاںایک ہی تیل میں آلوچپس، چکن، بیف،سوّر وغیرہ تلے جاتے ہیں جبکہ تیاری کے دوران بھی کسی حد تک یہ چیزیں آپس میں مل جاتی ہیں، لہٰذا ایک مسلمان کو تو بہرحال ایسی جگہوں سے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ہفتے اتوا ر کو ہفتہ بھر کے لئے کھانے پینے کی جملہ اشیاً (grocery) کی خریداری کرنیوالوں میں موٹے افراد بالعموم ایسی اشیاً خریدتے نظر آتے ہیں جو لذّیذ مگر موٹاپا پیدا کرنیوالی ہوتی ہیں جبکہ دبلے پتلے لوگ ایسی اشیاء خریدتے ہیں جوکم مزہ مگر موٹاپے سے دور رکھنے والی ہوں۔

3:دعوتوں پہ پُر تکلف کھانے

اکثر ایشین، رشین اور عرب خاندانوں میں ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے پہ کھانے پینے میں تکلّفات کی بھرمار کر دی جاتی ہے۔کھانوں میں پائے، حلیم، کباب اور قسم قسم کے لوازمات پیش کر کے تاکید و تکرار سے بسیارخوری کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ یہ کھائیں، وہ کھائیں ،آپ نے تو کچھ کھایا ہی نہیں، اور کھائیں ۔کھانے کی دعوتوں کے علاوہ چائے وغیرہ کے نام پہ جلیبی، مٹھائی، سموسوں پکوڑوں، کیک، آئس کریم ، بسکٹ، کولا،جوس،لسّی، دہی بھلے ،سوڈا، کافی وغیرہ سے بھی صحت کا ستیا ناس کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ایسے لوازمات میزبان پہ بیجا مالی بوجھ کے علاوہ شرکاءکو موٹاپا گروپ میں شامل کرنے کا مربوط نظام ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب مہمان ایک کے بعد دوسرا ،باری باری میزبان بنتے ہیں ۔کوئی اپنے مادری ملک جارہا ہو یا واپس آیا ہو تو دعوت، منگنی، شادی اورشادی کے بعد کی دعوتیں ،بچوں کی پیدائش، بچوں کے عقیقہ، آمین کی تقاریب الغرض یہ لا متناہی سلسلہ ہر موسم میں جاری و ساری رہتا ہے۔ہمارے اس تجزیہ کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ہم ایسی دعوتوں کے مخالف ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ سلسلہ بُرا نہیں ہے بشرطیکہ تکلّفات اورنمود و نمائش ختم کر دیں۔کھانے پینے کی ثانوی اہمیت ہو اور کم مقدار میں سادہ صحت بخش خوراک بُھوک رکھ کر کھائی جائے۔ بسااوقات نمک مرچ کے بغیرسادہ فروٹ چاٹ اور بغیر چینی کے قہوہ جو صحت کےلئے مفید ہے پہ گذارہ کیاجا سکتا ہے یا کسی قدر خشک میوہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں۔کسی تقریب وغیرہ پہ موٹے افراد کی غذاکے جائزہ سے معلوم گا کہ بوجہ بسیار خوری اور نقصان دہ غذا کھانے کے وہ اپنی موجودہ خراب اور مستقبل کی خراب

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

تر حالت کے خود ذمہ دار ہیں۔

4: آرام طلب اور سہل انگار طرزِ زندگی

کئی ممالک (خصوصاً عرب اور بعض ایشا ئی ممالک)میں نواب وڈیرے اور امیرطبقہ اپنے روز مرّہ گھریلو کام کاج خود نہیں کرتا بلکہ ملازم رکھتا ہے۔ اِسی طرح بعض ممالک میں فوجی افسران وغیرہ کو بھی حکومت کی طرف سے گھریلو کاموں کے لئے خادم مہیا ہوتے ہیں۔ گھریلو ملازمین کا کلچر اکثر صورتوں میں غلامی کی ایک تبدیل شُدہ شکل ہوتاہے۔ اِن ملازمین سے اکثر صورتوں میں ظالمانہ اور جانوروں سے بھی گھٹیا سلوک روا رکھا جاتا ہے ۔سب چھوٹے بڑے بلکہ بُرے کام تک اُن سے کئے اور کروائے جاتے ہیں ۔یوں ملازموں کا استحصال کرنے والے اخلاقی طور پہ حواس باختہ لوگ بوجہ جملہ جسمانی مشقت سے دور رہنے کے جلد یا بدیر موٹاپے میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح کئی ممالک کے کرپٹ پولیس اہلکار اور نکمّے سرکاری ملازم بھی موٹاپے میں مبتلا نظر آتے ہیں۔اس سلسلے میں البتہ استثناء بھی ہوتے ہیں بعض لوگ کسی معذوری یامجبوری کی وجہ سے ملازم رکھنے پہ مجبور ہوتے ہیں اور ہر ممکن اُن سے مل کر کام کرتے اورمثالی حسنِ سلوک اُن سے روا رکھتے ہیں۔ایسے لوگوں پہ ملازم رکھنے کا اثر موٹاپے کی صورت میں نہیں پڑتا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کواپنے جملہ کام خود اپنے ہاتھ سے کرنا پسند تھا۔یہ سنہری اصول اپنا کر سنتِ مبارکہ پہ عمل کے ثواب کیساتھ موٹاپے سے بھی بچاجا سکتا ہے۔

5: پریشانی، ذہنی دباؤ، بوریت

بڑے اور بچے عموماً مشکل صورتِ حال میں سکون وا طمینان حاصل کرنے کے لئے غذا کا سہار ا لیتے ہیں۔ ناخوش اور ناراض انسان بالعموم خوش اور مطمئن انسان کے مقابلے میں زیادہ غذاکھاتا ہے ۔اسی طرح پریشانی کی کیفیت میں بار بار کافی، چائے، بسکٹ ، آئس کریم،ٹافیاں، چپس وغیرہ کھانا بھی بسیار خوری پہ منتج ہوتا ہے ۔ایسے حالات میں غذا زیادہ کھائی جاتی ہے مگر جسمانی مشقّت اور ورزش نہیں کی جا تی اس وجہ سے موٹاپے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ کسی بھی وجہ سے احساسِ کمتری یا مایوسی وغیرہ کے احساسات میں گھرے رہنا بھی بالآخر موٹاپے پہ منتج ہوتا ہے۔ایک تحقیق میں9 سے 10 سال کے1520بچوں کا چار سال تک مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ احساسِ کمتری والے19 فیصد موٹے بچے غمگین 48 فیصد بوریت کا شکار اور21 فیصد نروس رہتے ہیں جبکہ نارمل بچوں میں یہ شرح نہایت کم تھی۔

6: کھیل کود اور ورزش سے دور رہنا

کئی لوگ اپنی ملازمت اور دیگر ضروری اُمور تو احسن طور پہ انجام دے لیتے ہیں مگرجو باقی وقت بچے اُسے ٹی وی ، انٹر نیٹ ، تاش کھیلنے اور دیگر ایسی سرگرمیوں میں گزار دیتے ہیں۔ بعض لوگ تو اِن دیگرجملہ اُمور میں ا س قدر محو ہو تے ہیں کہ اپنی روزانہ کی7،8گھنٹے کی معمول کی نیند بھی پوری نہیں کرپاتے، ایسے لوگ بوجہ کم نیند لینے اور جسمانی ورزش نہ کرنے کے موٹاپے کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ہمارے جسم کونارمل نیندکے علاوہ روزانہ ورزش کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔جو والدین بچوں کوخود وقت دینے اورمثبت تفریحات، کھیلوں وغیرہ(outdoor physical activities) کی بجائے اُنہیں انٹرنیٹ، ٹی وی ،ویڈیو کھیلوں میں محو رہنے دیتے ہیں اُن کے بچے موٹاپے کا شکارہوجاتے ہیں تحقیق کے مطابق روزانہ دو گھنٹے سے زائد ٹی دیکھنا موٹاپے کا باعث بن سکتا ہے ، ٹی وی پہ غیر صحت مند کھانوں کی اشتہار بازی کی مہم بھی منفی کردار ادا کرتی ہے۔

7: مصروفیت کی بناءپہ موٹاپاپیدا کرنیوالی غذا کھانا

بعض میاں بیوی دونوں ایسی ملازمتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اُن کے پاس غذا خریدنے اور کھاناتیار کرنے کا وقت بہت کم بچتا ہے۔ اسی طرح بعض غیر شادی شدہ لوگ ہفتے میں ساتوں دن روزانہ 12 گھنٹے یا اس سے بھی زائدکام کرتے ہیں، ایسے لوگ عموماً ملازمت پہ جاتے آتے یا دورانِ ملازمت کھانے کےلئے فاسٹ فوڈ سنٹر وغیرہ سے برگر اور سوڈا وغیرہ خرید کرگزارہ کر لیتے ہیں اور بوجہ ایسی غذاؤں کے کھانے کے بالآخر موٹاپے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

8: موٹاپے میں مبتلاافراد کی صحبت

موٹاپے میں مبتلا لوگوں کی صحبت میں رہنے سے بھی موٹاپا لاحق ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے اہم وجوہات میں نہ چاہتے ہوئے بھی اُن کی طرح کی موٹاپا پیدا کرنیوالی خوراک کھانا،ورزش نہ کرنا اورتن آسانی و سہل انگاری کی عادات پیدا ہوجانا شامل ہیں ۔ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے موٹاپے کومضر سمجھنے اور اس کے خلاف جہاد کرنے کی بجائے موٹاپے سے سمجھوتہ کر لیا جاتاہے۔ موٹے والدین کے بچوں کا موٹاپے کا شکار ہونے کا احتمال نارمل والدین کے بچوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے ۔ بعض تن آسان ماؤں کا بچہ خواہ کسی بھی وجہ سے رو رہا ہو وہ کچھ کھلا پلا کر خاموش کرانے کا کُلیہ اپناکر اُسے موٹاپے میں مبتلا کردیتی ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق ایسے والدین جو کھانے پینے میں نرم اور لچکدار رویہ اپناتے ہیں اُن کے بچوں کا دوسرے والدین کے بچوں سے موٹاپے میں مبتلا ہونے کا امکان 60 فیصد زیادہ ہوتا ہے۔

9: نیند اور کھانے پینے میں بے قاعدگی

کئی لوگ رات دیر سے سوتے اور صبح دیر سے جاگتے ہیں۔اُن کا صبح جلد نہ اُٹھ سکنا نہ صرف اُنہیں صبح کی سیر اور ورزش سے محروم رکھتا ہے بلکہ اُن کے کھانے کے اوقات بھی بے قاعدہ رہتے ہیں۔ ایک انسان اگر رات گئے تک ٹی وی، انٹرنیٹ، دوستوں کےساتھ تاش کھیلنے یاگپ شپ کی وجہ سے جاگتا رہے تو اس دوران گاہے بگاہے کھانے پینے کا سلسلہ بھی جاری رہے گاجو آ بیل مجھے مار کے مصداق موٹاپے کو دعوت دینے والی حرکت ہو گی ۔ صبح دیر سے اُٹھنے سے صحت کے متاثر ہونے کے علاوہ دُنیوی معاملات پہ منفی اثر پڑتا ہے۔ ان نقصانات کے علاوہ نمازِ فجر کی بروقت ادائیگی سے محرومی ، تلاوتِ قرآنِ کریم اور صبح کی سیرکی توفیق نہ ملنا ناقابلِ تلافی نقصانات ہیں۔

مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ استثنائی صورتوں میں موٹاپا کسی جسمانی عارضہ کی وجہ سے بھی لاحق ہو سکتا ہے مثلاً اگر جسم کے بعض گلینڈ (hypothroidis) نارمل کام نہ کر رہے ہوں تو غذا کا بیشتر حصہ جسم کی روز مرّہ ضروریات پہ کماحقہ صرف ہونے کی بجائے جمع ہو کر موٹاپے کی صورت اختیار کرسکتاہے اس عمل (slow metabolism) یا کسی اور بیماری میں بعض دواؤں کے منفی اثر کے وجہ سے بھی موٹاپا لاحق ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ڈاکٹر کی راہنمائی سے غذامیں کمی،دوا میں بھرپور احتیاط اور ممکنہ ورزش کرنی چاہئیے۔موٹاپا سراسر نقصان ہی نقصان ہے، زبان کے وقتی چسکے، سُستی اور کاہلی یا مصروفیات کے سبب مستقل طور پہ موٹاپے میں مبتلا ہوجانا اِس زندگی کی جملہ مشکلات کے علاوہ اُخروی لحاظ سے بھی سراسر گھاٹے کا سوداہے، موٹے افراد کما حقہ عبادات بجا لانہیں پاتے ،خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کام جو دین کی روح و جان ہیں اُن میں فعّال حصہ لینا مشکل ہو جاتاہے، دوسرں کی مدد کرنا کجا اُن کی مدد کا محتاج بن کرزندگی کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے کی بجائے روز مرہ امور کی انجام دہی وبالِ جان بن جاتی ہے۔موٹاپے سے پیدا شُدہ مسائل، بیماریوں اور علاج کے بارہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی اگلی اقساط میں ذکر ہوگا۔ خاکسار اس مضمون میں غلطیوں کی اصلاح اور اہم ترامیم کے مشوروں پہ محترم ڈاکٹر ہارون اختر صاحب اور محترم ڈاکٹر ظفراللہ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

رائے، تبصرے یا سوال کیلئے ای میل
zafarwaqark@gmail.com

13 مئی 2020ء		وقت سحر	وقت غروب
مکہ مکرمہ		04:22	18:51
مدینہ منورہ	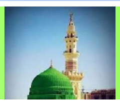	04:15	18:57
قادیان		04:00	19:17
ربوہ		03:40	18:59
اسلام آباد ٹلفورڈ	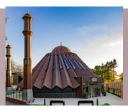	02:22	20:44